قیادت فقیہ





تحقیق و تصنیف

پروفیسر ڈاکٹر کرم حسین ودھو

منظور شدہ

سندھ یونیورسٹی جامشورو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیادت فقیہ

تحقیق و تصنیف

پروفیسر ڈاکٹر کرم حسین ودھو

ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ (اسلامک ایجوکیشن)

گورنمنٹ گرلز کالج لاڑکانہ

فون نمبر 0741-9410544

منظور شدہ : سندھ یونیورسٹی جامشورہ

بمطابق لیٹر نمبر AC-I/96 مورخہ 18-4-98

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب .... قیادت فقیہ

مصنف .... پروفیسر ڈاکٹر کرم حسین ودھو

تصیح .... مولانا ایاز علی قمی

نظرثانی .... ڈاکٹر پرویز محمد ادریس آزاد

تاریخ اشاعت .... دسمبر 2004

قیمت .... -/60 روپیہ

طباعت
ٹاپ گرین پرنٹرز لاڑکانہ نے زاہد پرنٹنگ پریس کوثر محلہ حیدرآباد کے تعاون سے چھپوایا۔

کتاب ملنے کا پتہ
جعفری کتب خانہ
لاہوری محلہ لاڑکانہ

کتاب ملنے کا پتہ
گھر نمبر 955 نزد فضل شاہ بخاری نظر محلہ لاڑکانہ
فون نمبر 0741-440415 موبائل 0300-3410105
E:mail:karamwadho@hotmail.com



کچھ مصنف کے بارے میں

اظہار خیال

تمام تعریف اس مالک کیلئے جس نے انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء اولیاء کو بھیجا اور درود وسلام انبیاء اولیاء خدا پر جنہوں نے دین اسلام پر اپنی جان و مال کو فدا کیا۔

قبلہ ڈاکٹر کرم حسین ودھو صاحب ایک اچھے مبلغ ہیں اور بڑے شوق سے اسلامی علوم میں تحقیقات کر رہے ہیں، اس کی تحقیق کا عملی نمونہ یہی کتاب قیادت فقیہ ہے اس کے علاوہ، میں تمام عالم اسلام کے نوجوانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اس طرح تحقیقی کام جاری رکھیں۔ یونیورسٹیوں میں اسلامی مضامین میں Ph.D کریں کیونکہ اس سلسلے میں غیر مسلم ہم سے بہت آگے ہیں۔

اسرائیل واحد دنیا کا ملک ہے جس کے Ph.D والے لوگ دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہیں، وہ تعلیمی میدان میں عیسائیوں سے بھی آگے ہیں، آخر میں ڈاکٹر صاحب کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں پوسٹ ڈاکٹریٹ بھی کریں کیونکہ علم گہوارے سے لے کر قبر تک حاصل کرنا چاہیے، اور جن موضاعات پر انہیں دسترس حاصل ہے وہ انہیں دوسرے طلباء تک پہنچائیں اور نئے نوجوانوں کی رہنمائی کریں خداوند ذوالجلال انکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

بندہ حقیر

جان علی کاظمی

رجسٹرڈ ممتحن برائے اسلامک ایجوکیشن
سندھ یونیورسٹی جامشورو



پیغام

بسمہ تعالیٰ !

زیر نظر کتاب قیادت فقیہ جو کہ دراصل مقالہ ہے پی ایچ ڈی کا تصنیف ہے، مولانا ڈاکٹر کرم حسین ودھو صاحب موجودہ دور میں نایاب موضوعات میں شمار ہوتا ہے اس کتاب میں بہت ہی خوبصورت انداز میں بحث کی گئی ہے کہ اسلام میں پیغمبر اور امام کے بعد قیادت کی ذ...داریاں علماء کرام کس طرح اور کسی انداز میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نبھائیں واقعاً دلچسپ مفید اور فکری موضوع ہے آج جبکہ چاروں طرف سے استعماری سازشوں کے جال پھیلائے جارہے ہیں عوام کو علماء سے الگ کرنے کے ان حالات میں یہ کتاب طالبان حق کے لئے ایک انمول تحفہ ثابت ہوگی کتاب پڑھنے کے بعد کوئی بھی علماء کے ان حقوق کا انکار نہیں کر سکے گا جو اللہ اسکے رسول اور آئمہ ھدی نے مقرر کئے ہیں بلکہ مجاہد علماء کے ہاتھ مضبوط ہوں گے دعا ہے کہ خداوند کریم اس کتاب کو مصنف کے لئے سرمایہ آخرت اور شرف دنیا قرار دے اور اسکے ذریعے سے مسلمان تعارف حاصل کر سکیں۔

بالخصوص مقام فقیہ کا کما حقہ

والسلام علی من اتبع الھدی

سید قمر عباس نقوی

پرنسپل وبانی درسگاہ ابوالفضل العباس رجسٹرڈ
امام جمعہ مرکزی جامع مسجد جعفری لاڑکانہ
ممبر ضلع امن کمیٹی لاڑکانہ

پیغام

اظہار خیال

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے ہاں بہت اسلامی کتب چھپ چکے ہیں۔اس سلسلے میں ڈاکٹر کرم حسین ودھو نے اپنی ذاتی کاوش سے **"قیادت فقیہ"** کو تصنیف کیا ہے۔مجھے مطالعہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے کافی تحقیقی پہلوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ایک اچھے اسلامی مواد کو دیکھ رہا ہوں جو کہ انسانی کو کمال مطلق تک پہنچانے کا ذریعہ ہے یہ کتاب قارئین کرام کے مطالعے میں بہت معاون ثابت ہوگی۔خصوصی طور پر فقیہ کے حوالے سے اس میں وافر مواد موجود ہے' جس کو اسلام میں قیادت کا حق ہے حقیقت میں تمام علوم پر اسلامی علوم کو اہمیت حاصل ہے اس لیے جس راستے پر ودھو صاحب گامزن ہیں وہی بہتر اور اخروی حیات کا مقصود ہے' مجھے امید ہے کہ یہ کتاب تمام قارئین کو تحقیقی میدان میں کام آئے گی۔آخر میں دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اسلام اور قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

سید اعجاز علی شاہ

ڈی'او'ای' کالجیز لاڑکانہ

کتاب اور مصنف کے بارے میں چند الفاظ

☆ ڈاکٹر کرم حسین ودھو صاحب ہمارے کالج میں شعبہ اسلامیات کے ہیڈ اور اور نہایت ہی ذہین ہی استاد ہیں، نہایت ہی لگن سے اسلامی علوم میں تحقیق وتدریسی کا عمل سرانجام دے رہے ہیں۔ ماشااللہ ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی مقالہ "قیادت فقیہ" جو کہ قارئین کے زیر مطالعہ ہے، جس میں مفصل طور قرآنی آیات اور اسلامی روایت کی روشنی میں فقیہ کے متعلق بحث ہوئی ہے، جسکے مطالعے سے آپکی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

ہر انسان کو سلوک الاھی کے لئے آگے بڑھنا چاہیے۔ میری نظر میں اخلاق کا اچھا ہونا، نیت کا شفاف ہونا اور خدمت خلق، اس سفر کے لئے بنیادی ارکان ہیں، یقینی طور پر ہر انسان کمال کا خواہاں ہے، جو کہ اس دنیا میں ممکن نہیں، کیونکہ انسان کی یہ عمر دائمی نہیں ہے۔ ہر نفس کو موت آنی ہے، قبر، برزخ اور آخرت ہی انسان کی آخری منزل اور اسکے بعد ابدی حیات ہے، اسلئے ہمیں چاہیے کہ مذکورہ مضامین کے بارے میں مفصل معلومات حاصل کریں، اور اس سلسلے میں شائع ہونے والے مواد کا مطالعہ کریں۔ ڈاکٹر ودھو کی کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، اسلامی علوم میں تحقیقی کام کرنا، حدیث کی روشنی میں عبادت کا درجہ رکھتی ہے، حدیث میں ہے کہ "اہل علم کے قلم کی سیاہی، شھداء کے خون سے افضل ہے، کیونکہ وہ سیاہی دلوں کو حیات جاودانی عطا کرتی ہے، میں دعا کرتی ہوں کہ ودھو صاحب اس مقدس کام کو جاری وساری رکھیں گے۔

آمین، ثم آمین

پروفیسر رضیہ سلطانہ لاڑک

9/12/06

پرنسپل

گورنمنٹ گرلز کالج لاڑکانہ

مصنف کا اظہار

یہ تصنیف دراصل پی۔ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے جس میں قبلہ سیّد جان علی کاظمی نے ہمت افزائی فرمائی تھی۔

اس سلسلے میں ایک ہستی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ قابل قدر ہستی میرے محترم گائیڈ پروفیسر ڈاکٹر سرفراز احمد بھٹی صاحب کی شخصیت ہے کہ جن کی نوازشوں کو میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ جن کی انتھک کاوشوں سے میں نے یہ تحقیق مکمل کی انہوں نے ہمیشہ مجھے محنت کرنے کی تلقین اور حوصلہ افزائی کی۔ میں ان کے لیے تا حیات دعا گو رہوں گا۔ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر میرے مقالے کو بغور پڑھا اور میری رہنمائی فرمائی۔

میں ہر تحقیق کے متمنی / محقق کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنے دماغ کو اسلامی موضوعات پر تحقیق کے لیے تیار کریں۔ جیسا کہ میں نے اپنے مقالے میں مواد اکھٹا کیا ہے خصوصی طور پر کہ اسلام میں فقیہ کا مقام کیا ہے۔

اس مواد کا مقصد ایسی راہیں تلاش کرنا ہیں کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ مسلم امہ کے مسائل کیا ہیں۔ اور کیسا حاکم حکومت چلا سکتا ہے اور وہ کس طرح مسائل کا حل

ڈھونڈ سکتا ہے۔ جس کو ہم نے اپنے مقالے میں فقیہ ثابت کیا ہے۔ جس کے سب سے پہلے مصداق حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں جو اللہ کے ولی ہیں جن کا خدا نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ انماو لیکم اللہ ورسولہ والذین ۔ (پارہ نمبر ۶ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: آپ کا ولی صرف اللہ اس کا رسول وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔

میں نے اس مقالے میں فقیہ کی حکومت کے تصور پر روشنی ڈالی ہے کہ اس کی اسلام میں اہمیت کیا ہے۔

خداوند متعال تمام مسلمانوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آل پاک کی پیروی کرنے اور مجھے مزید محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

والسلام بندہ حقیر

ڈاکٹر کرم حسین ودھو
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ گرلز کالج
لاڑکانہ

فہرست

نظریہ ولایت فقیہ کا تحقیقی جائزہ

Scope of Research Title

نظریہ ولایت فقیہ: دراصل صدر اسلام یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے موجود تھا۔ کیوں کہ حضورؐ نے ہی اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔ سابقہ دور میں اس نظریہ نے شہرت حاصل نہ کی، جبکہ انسان کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کس طرح قائم کی جائے اور اسلام میں حکومت بنانے کا کسے حق حاصل ہے؟ اور اس کے نفاذ و اجرا کا حق کسے ہونا چاہیئے؟

اسلامی جمہوریہ ایران کے انقلاب نے اس نظریہ کو زیادہ اہم قرار دیا ہے۔ اس موضوع پر تحقیق کرنے کے لئے سب سے پہلے ولایت اور فقیہ کے معنی سمجھنا چاہئیں، اور ثابت کیا جائے کہ ایک فقیہ کا اقتدار و حکومت آخر کیوں ضروری ہے؟ کیا پورے معاشرہ کی استصواب رائے کو خارج کر کے ایک فرد واحد جسے فقیہ کہا جاتا ہے، اس کے حکم کی تعمیل کی جائے؟

انقلاب ایران کے بعد قانونی ماہرین کا یہ نظریہ تھا کہ حکومت ایران مستحکم نہ رہیگی، کیونکہ وہاں کے علما کرام سیاسی میدان میں کچھ ناتجربہ کار ہیں، اسی لئے جلد ہی اسلامی انقلابی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا، مگر یہ خیال صحیح ثابت نہ ہو سکا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کس طرح یہ حکومت مضبوط ہو گئی، جس پر دنیا کے مفکرین، قانونی ماہرین، سیاستدانوں، رہنماؤں، محققین نے کافی تحقیق اور بحث کی ہے، اور ولایت فقیہ پر کافی کتابیں لکھی ہیں، جس کی وجہ سے اس نظریہ کو مزید اہمیت ملتی ہے۔ بالخصوص

ں وقت یہ نظریہ پوری دنیا میں عام ہو گیا ہے۔ اس کے لئے کافی غور و خوض کی
رورت ہے کہ بالآخر دن بدن یہ نظریہ کیوں اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے، جبکہ حکومت
رنے کا حق صرف اللہ ہی کو ہے۔

سورہ یوسف

ان الحکم الا للہ

ترجمہ: حکومت خدا کے سوا کسی کی نہیں ہے، جبکہ فقیہ بھی ایک انسان ہے، حکم
رائی کو وہ کس طرح سرانجام دے سکتا ہے؟

لیکن اللہ نے انسان کا مقصد تخلیق و غایت بتائی ہے کہ انسان درحقیقت خدا کا
لیفہ ہے۔

سورۃ بقرہ

انی جاعل فی الارض خلیفة

ترجمہ: میں زمین پر خلیفہ بناتا ہوں۔

کیا یہ ضروری ہے کہ فقیہ کو شریعت کے علم کے ساتھ دوسرے علوم پر بھی عبور
حاصل ہو؟ اللہ کے خلیفے میں یہ تمام قابلیت ہونی چاہیئں۔

اس پر تحقیق ضرور ہونی چاہئے کہ دور حاضر میں ہماری مشکلات کیا ہیں اور ان کا
حل کونسے نظام میں چھپا ہوا ہے، جس کے نفاذ سے انسان غیر اللہ کی غلامی سے آزادی
حاصل کر سکے؟

اسی لئے اس موضوع کی ضرورت بھی ہے کہ ہم محقق کی حیثیت سے اس کا تحقیقی
جائزہ لیں کہ یہ نظریہ کس طرح آیا؟ اس کا بانی، اور حاصل کرنے والا کون تھا؟ کس

طرف سے نمودار ہوا اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

اس مقالے میں ہم نے چھ ابواب ترتیب دیئے ہیں: پہلے تین ابواب مقدمہ کی
حیثیت رکھتے ہیں، باقی ابواب اس کی تفصیل فلسفہ کی نگاہ میں اور فقیہ کے فرائض
مشتمل ہیں۔

تعارف

۱۔ولایت کے لغوی معنیٰ:

یہ لفظ عربی کے باب ''ولی۔ یلی'' سے نکلا ہے، جس کا مصدر ولایۃ اور ولا] ہے۔ جس کے معنی مددگار رہونا، حاکم ہونا، بااختیار ہونا، محبت کرنا اور دوستی رکھنا ہے۔۱

۲۔ولی اللہ:

اللہ کا دوست، مطیع وفرمانبردار ہونا۔۲

۳۔فقیہ کے لغوی معنیٰ:

فقیہ۔ فقہ یفقہ باب ''نصر'' ینصر سے ہے، جس کا مصدر فقہا ہوگا۔ معنی علم میں بڑھ جانا، سکھانا، فقیہ بنانا، سمجھانا۔

فاقہ: فقہ میں غالب آنے کی کوشش کرنا۔

تفقہ: فقہ کا علم حاصل کرنا اور سمجھنا۔

فقہ: شرعی احکامات کا تفصیلی علم۔

فقاہت: شرعی علم کے اندر مہارت حاصل کرنا۔۳

۴۔فقہ یفقہ:

جس کا تعلق باب شرف یشرف سے ہے، اس کا فاعل ''فقیہ'' بروزن شریف پر ہے۔ یعنی شریعت کے علم کا ماہر قانون دان۔۴

ولایت فقیہ کے اصطلاحی معنی

علماء کے نزدیک شرع مقدس کی مختلف ابواب میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور اس کے مختلف معنی لئے گئے ہیں اور الفاظ بھی کہیں کہیں پر مختلف استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔حاکم جامع الشرائط ۔ باب تقلید، مسئلہ ۲۶

۲۔ولی امر ۔ باب طہارت، مسئلہ ۴۱۱

۳۔ ولایت عامہ ۔ باب زکواۃ مسئلہ ۴۷

۴۔فقیہ امین ۔ باب خمس، مسئلہ ۲۸

۵۔ولایت فقیہ ۔ باب وصیت، مسئلہ ۸

۶۔ولی مسلمین ۔ باب خمس، مسئلہ ۷

۷۔ولایت حاکم ۔ باب وقف، مسئلہ ۳۰

۸۔نائب امام ۔ باب خمس، مسئلہ ۲۸ نمبر ۵

ولایت فقیہ:

۱۔ "باتوجہ باید کسی راز مامدار کند کہ عاقل و عادل و عالم برموز سیاست و مدیر و معتقد باسلام و عالم بقوانین آن باشد۔" ۶

ترجمہ: توجہ کرنی چاہئی کہ ولائیت فقیہ وہ ہے جو عاقل، عالم، عاذل اور سیاست کی گہرائیوں سے باخبر ہو، سرپرست اور اسلامی عقیدہ رکھتا ہو، اور اسلام کے تمام قوانین کا عالم ہو۔

۲. "در عصر ظہور امام و در عصر غیبت بر فقہا جامع الشرائط منطبق است لازم نیستکہ فقیہ ہمہ کار راخود انجام دہد

بلکہ کار ھارا باشخاص مختصص مجتهد و ساز مانها می سپارد
خود نظارت می کند"۷

ترجمہ: امام علیہ السلام کے ظہور کے وقت اور غیبت کے زمانے میں کسی کی غیر موجودگی میں (اس کی غیبت میں) یہ لفظ ایسے مجتہدین پر پورا اُترتا ہے۔ جس میں تمام شرائط موجود ہوں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ فقیہ سارے کام بذات خود کرے، مگر کام کو مختلف عہدیداران سے کروانا اور ان کاموں کی نگرانی کرنا فقیہ کی ذمہ داری ہے۔

۳. آن متصل لفظ است که معنی ان شخص است که ولایت و حکومت اسلامی راباعدل وانصاف اجراء کند و فقیهی آن است که جامع الشرائط و اعلم باشد. ۸

ترجمہ: ولایت فقیہ یہ ایک جڑا ہوا لفظ ہے، جس کے معنی ہے "اسلامی یا الٰہی حکومت کو عدل سے چلانا، یہ فقیہ وہ ہے، جس میں تمام شرائط موجود ہوں اور وہ سب سے زیادہ علم والا ہو۔"

۴. "فقیه آنست که باعلوم شرعی، عالم علوم اقتصادی، سیاسی و اجتماعی باشد، درغیبت امام انتخاب او برخبر گان است که ایشان مشتمل بر صدتا علماء اعلام است." ۹

ترجمہ: فقیہ وہ ہے، جو شرعی علوم کے ساتھ ساتھ اقتصادیات، سیاسیات اور اجتماعی علوم کے معاملات میں بھی باخبر ہو۔ غیبت امام کے دوران اس کا انتخاب مجلس خبرگان کرتی ہے، جو تقریباً ایک سَو بڑے عالموں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۵۔ ولایت فقیہ ظہور امام مہدی علیہ السلام کے لئے یہ حدیث ہے سند معتبر سے جناب حذیفہ یمانی نیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے حذیفہ! اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن رہ گیا ہو، تب بھی خدا اس دن کو اتنا بڑا کر دیگا کہ میرے اہلبیت میں سے ایک مہدی ظہور پذیر ہوگا، اس کے ساتھ لڑائی ہوگی اور وہ اسلام کو غالب کریگا۔

پھر فرمانے لگے۔

ان اللہ لایخلف المیعاد و ھو سریع الحساب ۱۰

ترجمہ: بے شک اللہ خلاف ورزی نہیں کرتا اور وہی جلد حساب لینے والا ہے

۲. عن ام سلمہ رضہ قال رسول اللہ ''المھدی من عترتی من ولد فاطمہ'' ۱۱

ترجمہ: رسول خدا نے فرمایا: ''مہدیؑ میری اولاد میں سے ہے فاطمہ زہرا (س) کے بیٹوں میں سے''

''ب'' دنیا کے اندر رائج منصب ولایت کے اقسام:

دنیا کی مختلف ممالک کے اندر مروج حکومتوں کے مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

ا۔ استبدادی حکومت:

یہ وہ حکومت ہے جو فوج اور اسلحہ کے ذریعے ممالک پر قبضہ کر کے حاصل کی جاتی ہے عقل اور فطرت کے آگے ایسی حکومت نچلی سطح کی ہوتی ہے۔ ایسی حکومت کی تفصیل خداوند کریم نے کلام پاک کے اندر حضرت بلقیس کے قول سے پیش کی ہے۔

قالت ان الملوک اذا دخلوفی قریة افسدؤ ھا وجعلو اعزة اھلھا اذلة و کذالک یفعلون ۱۲

ترجمہ: اس (بلقیس) نے کہا کہ جب بادشاہ کسی شہر یا آبادی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کرتے ہیں اور وہاں کے شرفاء کو ذلیل کرتے ہیں، اور وہ اس طرح قبضہ کرتے ہیں۔

۲۔ مشروطی حکومت:

اس حکومت میں بادشاہ مقید ہوتا ہے، چند شرائط تک محدود ہوتا ہے، اور حکومت تین اداروں اور طاقتوں کے سپرد ہوتی ہے۔

۱۔ تشریعیہ (مقنّنہ)

۲۔ تنفیذیہ (منظمیہ)

۳۔ قضائیہ۔ (عدلیہ)

یہ حکومت بھی عقل اور فطرت کے منافی ہے کیونکہ لوگوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے۔۱۳

غرض یہ کہ ملکیت عوام الناس کی مصالحتوں کے بغیر ذاتی مفادات پر خرچ ہوتی ہے۔ جس کی مثال قرآن پاک نے بھی پیش کی ہے۔ ایسی حکومت کی تفصیل خداوند کریم نے کلام پاک کے اندر حضرت بلقیس کے قول سے پیش کی ہے۔

اما السفینة فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا وکان ورائھم ملک یا خذ کل سفینة غصبا ۱۴

ترجمہ: وہ کشتی دو مساکین بھائیوں کی تھی، جو سمندر میں کام کرتے تھے۔ میں

نے چاہا کہ اس میں سوراخ کر کے اسے عیب دار بناؤں، کیونکہ اس کے پیچھے ایک بادشاہ آ رہا تھا، جو ساری کشتیاں چھین رہا تھا۔

یہ واقعہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کے ساتھ سوار ہوئے تاکہ خضرعہ سے باطنیات کے علم سیکھے۔ اس پر خضرؑ نے جب سوراخ کیا، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم ہمیں غرق کرنا چاہتے ہو۔ حضرت خضرعہ نے یہ جواب دیا کہ جو مذکورہ آیت میں موجود ہے۔

۳۔حکومت اشرافی:

کسی قبیلے کے زمیندار کا حاکم ہونا، جس طرح قبائل کی یہ عام روایت ہے۔ یہ دیہاتوں میں بہت مشہور ہے۔ یہ حکومت بھی عقل اور فطرت کے منافی ہے۔۱۵

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ و جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعار فوا ان اکر مکم عنداللہ اتقکم ۱۶

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اسی لئے تقسیم کیا گیا ہے تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے۔ لیکن اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ متقی ہے۔

آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت، حکومت اور والیت کا معیار، نہ دنیا ہے، نہ دولت، نہ قوم اور نہ ہی قبیلہ، جو کوئی بھی کسی قوم سے ہو۔ اس میں تقویٰ کا معیار اہم ہے۔

۴۔محدود انتخابی حکومت:

اس میں ایک مخصوص قسم کے طبقے کو انتخاب کا حق حاصل ہے۔اس وقت صرف وہ روم کے کلیسا میں ہے، جہاں پوپ کا انتخاب پادریوں کی طرف سے ہوتا ہے۔اسی لحاظ سے وہی اہل حل وعقد (کھولنا اور باندھنا) والے ہوتے ہیں، یعنی بااختیار ہوتے ہیں۔اس میں عوام کی آواز کو دبا دیا جاتا ہے۔غرض کہ عام لوگوں کی رائے طلب نہیں کی جاتی۔۱۷

۵۔طبقاتی انتخابی حکومت:

اس میں حق محنت کے نظریہ کی بنیاد پر مقرر کیا جاتا ہے، وہ مکلّف ہوتا ہے کہ معاشرہ کو اسی بنیاد پر کھڑا کرے۔یہاں پر انتخاب مارکسی طریقے اور نظریے پر ہوتا ہے مارکسی نظریہ ہے جس کی بنیاد روس کے ''کارل مارکس'' نے رکھی ہے۔اول یہ نظریہ اشتمالی نظام کو پسند کرتا ہے، یعنی بمطابق اس کے سرمایہ صرف قومی ملکیت ہوتا ہے اور ذاتی ملکیت کا حق بہت کم ہوتا ہے۔آگے چل کر یہ نظریہ سوشلزم نظام اشتراکیت میں بدل جاتا ہے۔اس میں بھی سرمایہ، ملکیت عموماً قومی اور کچھ ذاتی ملکیت میں شمار ہوتا ہے۔۱۸

٦۔سرمایہ دارانہ نظام:

اس میں حکومت کرنے کا حق اُسے حاصل ہے، جو اقتصادی طور پر بلند ہو۔محدود انتخابی حکومت اور سرمایہ دارانہ نظام کے اندر فرق یہ ہے کہ اس میں محدود قبائل، قبائلی بنیاد پر حاکم مقرر کرتے ہیں۔جو چھوٹے علاقوں میں قائم ہو سکتی ہے۔لیکن اس میں بڑے ملک پر بھی سرمایہ دار کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔یہ نظام امریکہ میں قائم

ہے۔اس میں سرمایہ داروں کو اجازت حاصل ہے کہ کسی طور پر بھی اپنے مال کو حاصل کریں اور جس طرح چاہیں خرچ کریں۔۱۹

۷۔مذہبی خودمختیار حکومت:

اس حکومت میں مذہبی خودمختاری ہوتی ہے خواہ کسی ملک کے اندر مسلمانوں کی آبادی کم ہو۔لیکن وہاں کی حکومت اقلیتی بنیادوں پر ان کے حقوق بھی پورے کرے گی اور اپنی مذہبی رسومات کا انہیں اسی طرح کا حق دیا جائے گا،جس طرح دوسرے مذاہب کو اپنا حق حاصل ہوتا ہے،یہ حکومت بھارت میں قائم ہے۔۲۰

۸۔جمہوری انتخابی حکومت:

یہ یونانی زبان کے دو الفاظ سے نکلا ہوا ہے،جس کا مطلب ہے عوام کے انتخاب سے عوام پر حکومت کرنا،یہ عوام کے انتخاب سے بنتی ہے اور عوام کی طرف سے نمائندہ ہوتی ہے،جسے عوام کی اکثریت ووٹ دیکر اپنا نمائندہ تسلیم کرتی ہے۔۲۱

اسلام ایسی حکومت کی حمایت کرتا ہے،جس میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفاذ ہو۔اور اس میں خدا تعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور ان کی نواھی کو روکا جائے۔ایسے نظام کو حکومت الٰہی یا ولایت اسلامی کہا جاتا ہے۔

۹۔حکومت الٰہی یا ولایت اسلامی

اس کے دو اقسام ہیں:

ا۔تکوینی، ۲۔تشریعی

ا۔تکوینی:اس میں حاکم صرف خدا ہے۔

"ان الحکم الا للہ" ۲۲

ترجمہ: ''حکومت کے لائق خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے'' یا پھر خدا تعالیٰ اپنے نمائندے کی اطاعت کا حکم دے اور وہ حکم بھی اسی قسم کا ہو۔

اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم ۲۳

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی، اس کے رسول صہ کی، اور تم میں سے جو صاحب امر ہو۔ کیونکہ رسول کی اطاعت بالواسطہ خدا کی اطاعت ہے، جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ ۲۴

اور رسول منصب نبوت کے علاوہ مومنین پر اولیٰ بالتصرف کا حق رکھتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ

''النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم ۲۵

ترجمہ: بے شک نبی صہ، مؤمنون پر ان کی زندگیوں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غدیر کے روز ۱۸ ذی الحج سن ۱۰ ھ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ:

الست اولیٰ بکم من انفسکم

ترجمہ: ''کیا میں تم لوگوں کو تمہاری زندگیوں سے زیادہ اختیار نہیں رکھتا؟'' سب نے کہا، ہاں، اللہ کے رسول صہ، آپ سچ فرما رہے ہیں۔ حضور اکرم صہ نے فرمایا:

من کنت مولیٰ فھذا علی مولا ۲۶

ترجمہ: ''اللہ میرا مولیٰ ہے، میں مومنوں کا مولیٰ ہوں، اور جس کا مین مولیٰ ہوں، اس کا علی مولیٰ ہے۔''

یہ تھا اولی الامر، جس کا حضور صہ نے اپنی حیات طاہرہ کے آخری دوَر میں

تعارف کروادیا، تا کہ دنیا ''اولی الامر'' والے مسئلے پر اُلجھ نہ جائے۔

۲۔حکومت تشریعی:

غیبت امام مہدی علیہ السلام میں نظام حکومت چلانے کا زیادہ حق وہ رکھتا ہے، جو فقیہ اور بڑا عالم ہو۔ حکومت تشریعی یا ولایت عمومی ایسے علماء کرام، مجتہدین کو حاصل ہے۔ جو علم شریعت میں مجتہد ہوں اوران شرائط کے پابند ہوں، جو ایک متقی مومن اور اچھے شخص کے اندر موجود ہوتے ہیں، تا کہ خدا کی زمین پر نظام خدا نافذ کرسکین۔ کیوں کہ اسلامی معاشرے کے اندر قانون نافذ کرنے کے لئے خدا کے آئین یعنی قرآن پاک کو اچھی طرح سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ایسا شخص ہی الٰہی قانون نافذ کرسکتا ہے۔

مثلاً: حکومت میں شامل مسائل مثلاً: کفارہ، قصاص اور حدود وغیرہ کا جاری کرنا عقود، مضاربہ، مشارطہ فرائض وسنن کی تفصیلی معلومات رکھتا ہو۔ اسی لئے ارشاد خداوند ہے:

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون

ترجمہ: بے شک ہم نے زبور کے اندر بھی ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ ہم اس زمین کا وارث اپنے نیک بندوں کو قرار دینگے۔

اس لئے کہ صالح خود باعمل ہوتا ہے، وہ برائی کو معاشرہ سے روک سکتا ہے۔ باقی جو اپنے آپ پر قانون نافذ نہیں کرسکتا، وہ دوسروں پر کس طرح نافذ کرے گا۔

ارشاد باری ہے کہ:

یا ایها الذین امنو لم تقولون مالا تفعلون ۲۸

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ:

العالم بلا عمل کا لشجر بلا ثمر ۲۹

ترجمہ: بے عمل عالم کی مثال بغیر پھلدار درخت کی طرح ہے

''ج'' فقیہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں:

ما کان المؤمنون لینفرو کآفةً فلو لا نفرمن کل فرقة منم طائفةٍ لیتقهو فی الدین فلینذرو قومهم اذارجعو الیهم لعلهم یحذرون ۳۰

ترجمہ: مومنوں کی لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب گھروں سے نکلیں، لیکن بہتر ہے کہ ہر شہر سے کچھ نکلیں، تاکہ دین کی معلومات حاصل کر کے اپنی قوم میں واپس آ کر ڈرائیں تاکہ وہ خوفِ خدا اختیار کریں۔''

یعنی فقیہ بننے کے بعد وہ قوم کو شرعی مسائل، اجتماعی، سیاسی اور اخلاقی مسائل سے آگاہ کر سکے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة ۳۱

ترجمہ: ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد خواہ عورت پر فرض ہے۔''

اسی لئے علم فقہ اجتہاد حاصل کرنے کو واجب کفایہ قرار دیا ہے۔۳۲

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهو قولی واجعل لی وزیرا من اهلی هرون اخی اشرکه فی امری

کی نسبحک کثیرا. ۳۳

ترجمہ: اے میرے پالنے والے میرے سینے کو کشادہ کر، میرے ہر کام کو آسان کر، میری زبان کی گرہ کھول، تاکہ وہ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے خاندان سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اسے میرے کام میں میرا شریک قرار دے، تاکہ دونوں ملکر تمہاری زیادہ تسبیح کریں۔"

اس آیت کی تفسیر میں حدیث آئی ہے کہ:

راوی

عن اسماءِ بنت عمیس. ابن مردویه و الخطیب بغدادی و ابن عساکر یقول سمعت رسول صه الله قال "الهم انی اسئلک کما سئل اخی موسیٰ من قبل رب اشرح لی صدری... الخه ۳۴

ترجمہ: اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ وہ فرما رہے تھے، "اے اللہ! میں تم سے یہی سوال کرتا ہوں، جو مجھ سے قبل میرے بھائی موسیٰ عہ نے کیا تھا۔ یعنی "اے اللہ! تو میرے سینے کو کشادہ کر"۔۔۔الخ

اس کے جواب میں باری تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی:

الم نشرح لک صدرک. و وضعنا عندک وزرک الذی انقض ظهرک ۳۵

ترجمہ: "اے رسول صہ! کیا ہم نے تمہارے سینے کو (علم سے) کشادہ نہ کیا اور تمہارے اوپر سے وہ بوجھ نہیں اتارا، جس نے تمہارے سینے کو تکلیف دی تھی۔"

اس لئے اپنے رشتہ داروں کی دعوت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یا علی انت اخی و وصی و وزیری" ۳۶

ترجمہ: اے علی! "تو میرا بھائی وارث اور وزیر ہے"

قل رب زدنی علما ۳۷

ترجمہ: (اے رسول صہ) کہو کہ "اے میرے مالک! میرے علم میں اضافہ فرما"

حالانکہ حضور اکرم صہ کا علمی معیار اتنا بلند ہے کہ کلام پاک بتا رہا ہے کہ

لقد ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلو علیکم ایتنا ویعلمکم الکتب والحکمه ویعلمکم مالم تکونو تعلمون. ۳۸

ترجمہ: "بے شک ہم نے تم میں سے ایسا رسول صہ بھیجا جو تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے، اور تمہیں کتاب کا علم اور حکمت سکھاتا ہے، اور وہ کچھ سکھاتا ہے، جو تم نہیں جانتے"

تب بھی حضور اکرم صہ دست بدعا ہیں کہ اب بھی میرے علم میں اضافہ ہو۔ معلوم ہوا کہ علم وہ نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اطلبو العلم من المهد الى اللحد ۳۹

ترجمہ: علم حاصل کریں گھوارے سے قبر تک

اطلبو العلم ولو كان بالصين ۴۰

ترجمہ: علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے

آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ فقیہ کے لئے علم اہم شرط ہے، جس کے نہ

زمانے کی حد مقرر ہے، نہ ہی جگہ کی کوئی حدود ہے۔ غرض کہ کتنی ہی عمر ہو اور کہیں بھی ہو علم حاصل کرو۔

جبکہ حضور اکرم صہ کو دنیا میں لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پہلے علم دیا۔ اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان ا ۴

ترجمہ: ''رحمٰن، جس نے قرآن کا علم دیا، انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی قرآن شریف پڑھے ہوئے تھے، اس لئے قرآن کی ابتداء نزول قرآن ''اقراء'' یعنی پڑھو سے ہوا۔ عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جب تک استاد طالبعلم کو پڑھاتا، سکھاتا، سمجھاتا نہ ہو، تب تک شاگردوں کو پڑھنے کا حکم نہیں دیتا۔

اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ۲ ۴

ترجمہ: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو پیدا کیا، گوشت کے لوتھڑے میں سے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہیں تھا۔''

آیت سے معلوم ہوا کہ خداوند کریم کی نظر میں کائنات سے افضل انسان وہ ہے جس نے ہر شے کا علم قدرت کے قلم سے، درسگاہ خدا سے پڑھا۔

عام آدمی کی پیدائش اور نبی کی تخلیق میں فرق

واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئاً وجعل لکم

السمع و الابصار و لافئدةً لعلکم تشکرون ۴۳

ترجمہ: ''اور اللہ جب تمہیں ماؤں کے شکموں سے نکالتا ہے، تب تمہیں کسی چیز کا علم نہیں ہوتا۔ اس کے بعد وہ تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت دیتا ہے، تا کہ تم میرا شکرادا کرو''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عام آدمی کی تربیت اس دنیا میں ہوتی ہے۔

فاشارت الیہ قالو کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً، قال انی عبداللّٰہ و اٰتانی الکتٰب و جعلنی نبیا'' ۴۴

ترجمہ: (حضرت مریم) نے اس کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے کہا ''ہمارے ساتھ جھولے والا بچہ کیسے بات کریگا۔ (عیسیٰ عہ) نے کہا بے شک اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے کتاب دیکر نبی بنایا ہے''

جبکہ عام بچہ تین سال کے بعد بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور بائیبل میں موجود ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو تیس (۳۰) برس میں ظہری نبوت ملی اور کتاب ملی، لیکن جھولے کے اندر تین دن کا بچہ تیس برس کی خبر پہلے ہی سنا رہا ہے، جبکہ اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ ۴۵

فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللّٰہ و رسولہ ۴۶

ترجمہ: ''پھر جب تمہارا کسی چیز پر جھگڑا ہو جائے، تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے آؤ''

شروع میں ثابت ہوا کہ جس نے رسول خدا کی طرف رجوع کیا، اس نے خدا کی طرف رجوع کیا ہے۔

فلا ربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم

لایجدو فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلمو تسلیما ۴۷

ترجمہ: تیرے رب کی قسم وہ تب تک مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک وہ اپنے اختلافی مسائل کے اندر تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو تم فیصلہ کرو، اسے اپنے نفس میں ان کے بارے میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں اور اس طرح تسلیم کریں جیسا قبول کرنے کا حق ہے۔

معلوم ہوا کہ باہمی مسائل کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم تسلیم کرنے سے انسان مؤمن بن سکتا ہے۔

اس معاشرہ میں عدل اور مساوات کے معنی وہی لئے جاتے ہیں، لیکن لغوی یا اصطلاحی اعتبار سے مساوات یعنی کسی چیز کی تول، تقسیم میں استعمال ہوتی ہے۔

عدل خصوصاً فیصلوں میں لازمی ہے۔

قرآن کے مطابق حکم عدل وہ ہے کہ امانتیں حقیقی ورثاء تک پہنچنی چاہئیں اور جب افراد کے مابین فیصلہ کریں تو عدل سے کریں۔ ۴۸

مثلاً: دو خواتین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئیں، دونوں کا دعویٰ تھا کہ یہ چھوٹا بچہ (لڑکا) میرا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم کیا کہ بچہ کا سر سوراخ میں رکھ جب میں حکم کروں تب تلوار لیتے ہوئے آنا، لیکن استعمال نہیں کرنا۔ بالآخر حضرت علی عہ نے حکم کیا، ''اے قمبر! سر قلم کر کے دونوں ماؤں کو آدھا، آدھا کر کے دے'' حقیقی ماں نے کہا بچہ کو آدھا نہ کریں، آپ بچہ اسی عورت کو دے دیں۔ حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے حضرت علی عہ نے سمجھ لیا کہ حقیقی ماں وہ

ہی، جو عدل پسند ہے۔

مثلاً: کسی شخص کی دو بیویاں ہوں ایک لمبے قد والی اور دوسری چھوٹے قد والی ہے۔ جب وہ شخص کپڑا لائے گا تو مساوات کہتی ہے کہ دونوں کو یکساں ملنا چاہئے۔ لیکن قرآن پاک کا حکم ہے کہ

فان خفتم الا تعدلو فوا حدة ۵۰

ترجمہ: اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو صرف ایک شادی کرو۔

عدل کا حکم ہے کہ دونوں کو قد کے برابر کپڑا دینا چاہئے۔

قال رسول اللہ اتقو الحکومة الا علماء العلماء حکام علی الناس ۵۱

ترجمہ: حضور نے فرمایا: حکومت سے ڈرو، کیوں کہ وہ صرف صالح علماء کا حق ہے، کیوں کہ درحقیقت وہی لوگوں پر حاکم ہیں۔

اس لئے کہ علماء خدا کا زیادہ خوف رکھتے ہیں۔

ارشاد باری ہے کہ:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمآءُ.

ترجمہ: خدا کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

و من لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلئک ھم الکافرون ۵۳

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلئک ھم الظالمون ۵۴

و من لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلئک ھم الفاسقون ۵۵

ترجمہ: ”جو خدا کی زمین پر خدا کے نازل کئے ہوئے احکامات کے مطابق فیصلہ

نہیں کرتے وہ کافر، ظالم اور فاسق ہیں"

اسی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کافروں کی حکومت کی طرف رجوع کرنے اور ان کی حمایت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یریدون ان یتحا کمو الی الطاغوت وقد امروان یکفروبه ۵۶

ترجمہ: "وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ کافروں سے کروائیں، جبکہ انہیں طاغوت سے منہ پھیرنے کو کہا گیا ہے۔ اسی طرح ظالموں کی طرف رجوع کرنے سے بھی روکا گیا ہے۔

ولا تر کنو الی الذین ظلمو فتسکم النار ۵۷

ترجمہ: "اے ایمان والو! ظالموں کو اپنا حاکم نہ بناؤ، ورنہ جہنم کی آگ تمہیں جلا دیگی۔"

افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یهدی الا ان یهدیٰ فما لکم کیف تحکمون ۵۸

ترجمہ: "کیا وہ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا اس کی جو خود گمراہ ہے، جب تک اس کی رہنمائی نہ کی جائے۔ پھر تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو۔"

حضرت علی علیہ السلام، علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وما اخذ الله علی العلماءِ ان لایقار واعلیٰ کظة ظالم ولا سغب مظلوم لا لقیت حبلها علیٰ غار بها ولسقیت اخرها بکاس اولها ۵۹

ترجمہ: ''اللہ علماء سے یہ عہد نہ لیتا تو وہ ظالم کی شکم سیری اور مظلوم کے حق غصب ہونے پر خاموش نہیں بیٹھتے تو میں خلافت کی ڈوران کے کاندھے پر رکھ دیتا اور اس کے آخر کو بھی اس پیالے سے سیراب کر دیتا، جس پیالے سے پہلے والے کو سیراب کیا تھا۔

افمن یمشی مکبا علیٰ وجهه اهدیٰ امن یمشی سویاً علیٰ صراط مستقیم ٦٠

ترجمہ: کیا وہ جو منہ کے بل چلتا ہے زیادہ ہدایت پر ہے یا جو سیدھے راستے پر کھڑا ہے۔

ان الله اصطفیٰ علیکم و زاده بسطة فی العلم و الجسم ٦١

ترجمہ: '' بے شک اللہ نے تم پر (طالوت) کو منتخب کیا ہے اور اسے علم وشجاعت تم سے زیادہ دی ہے۔''

یہ قرآنی واقعہ حضرت شموائیل علیہ السلام کی اُمت کا ہے۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو اے اللہ کے نبی! ہمارے لئے کوئی حاکم مقرر فرمائیں، تاکہ ہم اس کی رہنمائی میں جالوت سے جنگ کریں۔ کیوں کہ جالوت ظالم بادشاہ ہے۔

حضرت شموائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ نے اسے تم لوگوں پر حاکم مقرر کیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں۔ کیوں کہ ہمارے پاس دولت زیادہ ہے۔ اس پر ان کا جواب قرآنی آیت پیش کر رہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس حاکم کی شرط دولت، دنیا اور ملکیت نہیں، لیکن علم و شجاعت ہے۔٦٢

قال الصادق عہ!

لست احب ان اری الشباب منکم الا غادیاً فی حالین اما عالماً او متعلماً ٦٣

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ترجمہ: میں سوا اس شخص کے دوسرے کسی سے پیار نہیں کرتا۔ یا صبح کو اُٹھے تو عالم ہو یا متعلم ہو۔

"قل هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ٦٤

ترجمہ: "کہو کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں۔"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

کن عالما او متعلماً او احب اهل العلم فلا تکن رابعة فتهلک ٦٥

ترجمہ: عالم بن یا متعلم یا علم والوں سے محبت کر۔ اگر ان حالات سے خالی رہو گے تو مر جاؤ گے۔

یرفع الله الذین اٰمنو منکم و الذین اوتو العلم درجات ٦٦

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے مؤمنوں کو عزت دی اور علم والوں کے درجات بلند کئے

قال امیر المؤمنین عہ

انی افقه منکم بالکتب و بسنته

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم سے کتاب اور سنت میں زیادہ

فقیہ ہوں۔

فااسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۶۸

ترجمہ: پھر ذکر والوں سے سوال کرو جب تم نہیں جانتے کہ

الملوک حکام علی الناس والعلماء حکام علی الملوک ۶۹

ترجمہ: بادشاہ لوگوں پر حاکم ہیں اور علماء بادشاہوں پر حاکم ہیں۔

ونرفع درجات من نشآءُ و فوق کل ذی علم علیم ۷۰

ترجمہ: جسے چاہیں ہم اس کے مرتبات بلند کرتے ہیں اور ہر صاحب علم کے اوپر علم والا ہے۔

حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو بغیر علم کے عمل کرے گا تو اصلاح کی بانسبت خرابیاں زیادہ کریگا" ۷۱

ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والا فئدہ کل ذالک عنہ مسئولا ۷۲

ترجمہ: وہ شئے بیان نہ کرو جس کا تمہیں علم نہ ہو کیوں کہ سننے، دیکھنے اور سوچنے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ "اپنی افواج کا والی انہیں بنائیں جو تمہارے نزدیک علم میں افضل، اچھی سوچ و سیاست اور اچھے اخلاق کے مالک ہوں۔۷۳

فقیہ کے متعلق صحاح ستہ معتبرہ کی احادیث

رسول صہ خدا نے فرمایا کہ

من مات و لم یعرف ولم یطع مات میتة الجاھلیه۷۴

ترجمہ: جو شخص مرجائے اور (فقیہ کی) اطاعت اور پہچان نہ کرے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔

۲۔ یحیٰ بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ کہہ رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کس عادل عالم کو حاکم مقرر کیا جائے جو تمہیں اچھی بات بتائے اور تمہیں قرآن کی طرف بلائے تو۔

فاسعموا و اطیعوا ۷۵

ترجمہ: اس کی بات سنو اور اطاعت کرو

۳۔ قال رسول اللہ

کلکم راع و کلکم مسئول و کل من سئلھم عن رعیتہ ۷۶

ترجمہ: رسول خدا نے فرمایا

تم میں سے ہر ایک حاکم اور نگران ہے اور ہر ایک سے ان کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اسی طرح امام بھی حاکم اور نگران ہے۔ اس سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

رسول خدا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ:

یا ابا ذر انک ضعیف ۷۷

ترجمہ: اے ابوذر تم ضعیف ہو یہ ایک امانت ہے، قیامت کے روز رسوائی اور پشیمانی ایسے شخص کے لئے ہے، جو اسے صحیح طور پر نہ چلا سکے سوائے اسی کے جو حق کو قائم رکھے اور اس حق کو ادا کرے جو اس پر اس کی وجہ سے ہے۔

۵۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ آپ صہ فرما رہے تھے کہ یہ خلافت کا کام تب تک ختم نہ ہوگا، جب تک میرے بعد بارہ جانشین مقرر نہ ہوں۔ (کہتا ہے) آنحضرت صہ نے اس کے بعد ایک بات کہی، جو میں نے نہیں سمجھی۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ۔

قال رسول اللہ کلھم من قریش ۷۸

ترجمہ: حضور اکرم صہ نے فرمایا کہ "وہ سب قریش میں سے ہونگے۔

قال لایزال الدین قائم الا یاتی من بعدی

اثنا عشرۃ خلیفۃ کلھم من قریش ۷۹

ترجمہ: آنحضرت صہ نے فرمایا کہ دین یہاں تک قائم رہے گا جب تک بارہ خلفاء جو میرے بعد آنے ہیں، خلفاء ہوں اور وہ تمام قریش سے ہوں گے۔

مذکورہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ فقیہ ہی حکومت کرنے کے لئے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صہ نے فرمایا کہ:

قال انما الامام جنۃ یقاتل من درائہ و تیقی بہ ۸۰

ترجمہ: "امام سپر ہوتا ہے، اس کی قیادت میں جنگ کرنی چاہیئے اور اس کے ذریعے ایمان والوں کو اپنا تحفظ کرنا چاہیئے۔"

اسی طرح امام مسلم نے آنحضرت صہ سے ارشاد نقل کیا ہے:

ومن بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یدہ و ثمرۃ قلبہ ظیطعۃ ان استطاع

فان جاء آخرینا زعه قاضی بواعنق الآخر ۸۱

ترجمہ: جوشخص امام کی بیعت کرے، اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ اور دل سے اچھی چیز اس کے سپرد کرے اور ہر حال میں اپنے امام کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا امام ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ اس کی گردن کاٹ دے۔"

فقیہ اصول کافی میں

ا۔ سمام، امام صادق عہ سے راویت کرتا ہے کہ فرماتے ہیں،

بدکردار متقی کا رہبر نہیں ہوسکتا ۸۲

۲۔ خبان اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق عہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امانت کسی کے لئے درست نہیں، جب تک اس میں مندرجہ ذیل خصوصیات موجود نہ ہوں:

ا۔ حلم، ۲۔ حسن ولایت

من حسنت سیاسته واجب علیک طاعته ۸۳

ترجمہ: جس کی سیاست اچھی ہو اسکی اطاعت تم پر واجب ہے۔

۳۔ تقویٰ

لان التقویٰ اتق من المعاصیة ۸۴

اس لئے کہ متقی خوف کی وجہ سے خدا کی مخالفت نہیں کرتا۔

۴: وهو عاطفا علیٰ رعیته لمثل الاب علیٰ ابنه

"رعایا پر ہی مہربان ہو جیسا کہ باپ بیٹے پر مہربان ہوتا ہے۔

۵۔ عالم فقیہ: صادق ایسا شخص ہو جو کام کرے وہ قابل عمل ہے، علاوہ ازیں دوسرے کسی کے احکامات کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔

۶. اذامات الفقیه ثلم فی الاسلام لایسد ھاشی۸۵

جب کوئی فقیہ مرتا ہے تو اسلام میں خلل پڑ جاتا ہے، جسے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔

۷. الفقھاء امناءُ الرسل حتیٰ لایطیعون الامراءِ۸۶

فقیہ رسولوں کے امین ہیں جب تک حکمرانوں کی اطاعت نہ کریں۔

۱۔عن انس بن مالک قال رسول اللہ

ان امتی لاتجمع علیٰ ضلالة فاذا رایتم اختلا فا فعلیکم بالسواُد الاعظم۸۷

ترجمہ: اُنس بن مالک سے روایت ہے کہ

آنحضرت صہ نے فرمایا کہ میری اُمت گمراہی پر اجماع نہیں کرتی، جب تم اس میں اختلاف دیکھوتو اسے بڑے اجماع سے دور کرو۔

۲۔عن ابن عمران قال رسول اللہ

لایجمع امتی علیٰ ضلالة ویداللہ علی الجماعة ومن شذ شذ الی النار ۸۸

ترجمہ: ابن عمران سے روایت ہے کہ آنحضرت صہ نے فرمایاہے کہ

''میری اُمت کبھی بھی گمراہی پر اجماع نہیں کرتی، خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے، جس نے اس سے علیحدگی اختیار کی، اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔''

فقیہ اجماع اُمت کی نظر میں

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الھدیٰ ویتبع غیر سبیل

المؤمنين نوله ما تولیٰ و نصله جهنم وسآئت مصیرا ۸۹

ترجمہ: جو ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے پر عمل پیرا ہوتو جس طرف وہ گیا ہے۔ ہم بھی وہیں پر لوٹائینگے، اور اسے جہنم میں پھینکیں گے، جو خراب مقام ہے۔

شان نزول

اس آیت کی تشریح میں تمام علماء متفق ہیں کہ فقیہ کی طرف نہ رجوع کرنے کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔ منافق ابوطمعہ نے چوری کی، جب اسے یہ خبر ہوئی کہ اسلام کے اندر چور کی سزا سخت ہے، تو وہ بھاگ گیا وہیں پر بھی اسے وہی سزا ملی، تو درج بالا آیت نازل ہوئی۔

۳. لاتجمع اُمتی علیٰ ضلالة ۹۰

ترجمہ: میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوتی۔

۴. سنن ابی داؤد عن سنده عن اناس من اصحابه معاذ بن جبل ان رسول الله اما اراد ان یبعث معاذ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک القضاء؟ قال اقضی بکتاب الله قال فان لم تجدفی سنة رسول الله ولافی کتب الله؟ قال اجتهدت رای ولا آلولا فضرب رسول الله صدره وقال الحمد الله الذی وفق رسول الله لما یرضیٰ رسول الله. ۹۱

ترجمہ: ”سنن ابی داؤد نے تمام اسناد سے مختلف افراد سے روایت کی ہے، جو اصحابہ کرام سے ہیں کہ معاذ بن جبل کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن

کی طرف (حاکم بنا کر) بھیج رہے تھے کہ معاذ سے پوچھا گیا کہ تو فیصلہ کس طرح کریگا؟ اس نے کہا قرآن سے۔ آپ صہ نے فرمایا: اگر کوئی واضح حکم قران میں نہ ہو تو؟ کہا کہ سنت سے۔ آپ صہ نے فرمایا کہ اگر سنت سے واضح ثبوت نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ کہا کہ اگر قرآن وسنت سے واضح ثبوت نہ ملا، تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ یہ سنکر آنحضرت نے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ تعریف ہے اس خدا کی جس نے ایسا کیا جیسا محمد نے چاہا۔

۵. وهم جمهور المسلمين منهم الشافيه والحنفية على التحقيق الذين يتولون بان المصيب فى الجتهاد واحد من المجتهدين وغيره مخطى لان الحق لايتعدد ۹۲

ترجمہ: ان عام مسلمانوں میں سے شافعی۔ حنفی اپنی تحقیقی بنیاد پر کہتے ہیں کہ جو شخص غلطی نہ کرے، اس کا اجتہاد ثابت ہے، اور جو غلطی کرے اس کا ثابت نہیں کیوں کہ وہ ابھی صحیح تحقیق پر نہیں پہونچا ہے۔

٦. فالحنيفية والشافية والمالكية والحنبلية لوفو رعد تهم جاؤ بما طلبوه فقر روهم بما عقائد هم ۹۳

ترجمہ: مذاہب اربع کے اماموں ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل نے اسے تلاش کر کے اقرار کیا ہے کہ وہ بھی اسی عقیدے پر قائم ہیں کہ اجتہاد ثابت ہے۔

۷. قال ابن اسحاق "فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله معهم مصعب بن عمير... "وامرهم ان تقرؤهم القرآن ويعلمهم الاسلام ويفقههم فى الدين." ۹۴

ترجمہ: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب قوم مجھ سے بدل گئی، تب رسول اکرم میرے پاس آئے۔آپ صہ کے ساتھ مصعب بن عمیر تھا اور فرمایا کہ انہیں قرآن پڑھایا جائے، اسلام سکھایا جائے اور فقہ دین سمجھانی چاہیئے۔

٨. بعث رسول الله صہ عمرو بن حازم والیاً علیٰ ابن الحارث لیفقههم فی الدین ویعلمهم السنة و معالم الاسلام٩٥

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حازم کو علی بن حارث کی طرف بھیجا، کیونکہ وہ بادشاہ تھا، تاکہ وہ رعایا کو دین کی تعلیم دے، سنت سکھائے اور اسلامی علم سکھائے۔

٩. قال رسول الله صنفان من امتی اذا صلحا صلحت واذا فسدا فسدت امتی قیل یا رسول الله منهما قال الفقهاءِ والامراء۔"٩٦

ترجمہ: آنحضرت صہ نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں، اگر وہ صالح ہو جائیں، تو پوری قوم (اُمت) کی اصلاح ہو جائے گی، ورنہ اُمت فاسد ہو جائے گی۔ پوچھا گیا کہ وہ کون سے ہیں؟ فرمایا کہ "فقیہ اور حکمران"

١٠. من امر بقوم و فیهم اعلم منه و افقه منه لم یزل امرهم فی سفال الیٰ یوم القیٰمه٩٧

ترجمہ: اگر کوئی شخص قوم کا رہبر بن جائے اور اس سے بڑا عالم فقیہ اس معاشرہ میں موجود ہو، اور اسے حکومت نہ دی جائے، تو قیامت تک وہ قوم بیوقوفوں کی حکومت کے زیر اثر رہے گی۔

١١. قال رسول الله انا و الله لانؤلی علیٰ هٰذ العمل احداً اسئله

ولا احداً حرص علیه۹۸

ترجمہ: خدا کی قسم یہ حکومت اسے نہیں دونگا، جو اس کا سوال کرے یا طمع رکھے۔

فقیہ آئمہء کے اجماع سے بھی ثابت ہے۔

قال الحجة

واما الحوادث الواقعة فارجعو فیه الیٰ رواة احدیثنا فانهم حجتی علیکم و انا حجه الله علیهم ۹۹

ترجمہ: امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔

جو مسائل تم پر واقع ہوتے ہیں ان میں ان سے رجوع کریں، جو ہم سے روایت نقل کرتے ہیں، کیوں کہ وہ تم پر ہماری طرف سے حجت ہیں اور ہم ان پر اللہ کی طرف سے حجت ہیں۔

سندروایت

۱۔ یہ روایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ ۱۰۰ (کمال الدین صہ ۴۸۳، ذکر توقیعات، حدیث ۴) نے نقل کی ہے۔

۲۔ محمد بن یعقوب کلینی نے اصول کافی میں نقل کی ہے۔

۳۔ علامہ طبرسی، احتجاج طبرسی اور دوسرے علماء نے بھی نقل کی ہے۔

۲. عن ابی جعفر انه قال لابان ابن تغلب.

اجلس فی مسجد المدینة و افت الناس فانی احب ان یریٰ فی شیعتنا مثلک ۱۰۱

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنے صحابی ابان بن تغلب کو

فرمایا ''اے ابان، تو مدینہ کی مسجد میں جا کر بیٹھ، اور لوگوں کے لئے فتوے جاری کر۔ بے شک میں چاہتا ہوں کہ اپنے پیروکاروں کو تمہارے طرح دیکھوں (غرض کہ مفتی دیکھوں، جو تمہاری طرح فتویٰ جاری کریں)۔

۴. قال الامام الحسن العسکری

فامامن کان من الفقهاءِ صائنا لنفسه حافظا لدینه مخالفا لهوائه و مطیعا لامره فللعوام ان یقلدوه و ذالک لاتکون الا بعض فقهاءِ الشیعه لا جمیعهم ۱۰۲

ترجمہ: امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا فقہاء میں سے جو نفس پرست نہ ہو، دین خدا کا محافظ ہو، اپنی ذاتی خواہشات کا مخالف ہو، اور احکام خدا کی پابندی کرے، تم پر واجب ہے کہ اسکی تقلید کرو۔ ایسی خصوصیات والے فقیہ بہت کم ہیں، جو ہمارے پیروکار ہیں۔

اس حدیث کو علامہ طبرسی (الاحتجاج طبرسی میں) اس روایات سے بیان کیا ہے، جس کی تنقیح المقال (جلد۳، ص ۱۷۵) پر توثیق کی ہوئی ہے۔

۴. عن الصادق عه

ینظر من کان منکم ممن قدروٰی احدیثنا و نظر فی حلالنا و حرامنا و عرف احکامنا فلیر ضوبه حکما قد جعلته علیکم حاکما فاذا حکم بحکما فلم یقبل منه فانما استخف بحکم الله و الرد علیهم کالراد علینا والرد علینا کالرد علی الله و هو علیٰ حد الشرک بالله ۱۰۳

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

تم میں سے جو ہماری احادیث کو بیان کرے، حلال وحرام پر نظر رکھتا ہو، ہمارے احکامات کو پہنچانے تو تمہیں اس کے حکم پر راضی رہنا چاہیئے، کیوں کہ میں اسے تم پر حاکم قرار دیتا ہوں۔ پھر وہ جو حکم کرے اسے تسلیم کرو اور جو اس کے حکم کو تسلیم نہ کرے، جیسا کہ اس نے خدا کے حکم کو اہمیت نہیں دی، کیوں کہ اسے ٹھکرانا ہمیں رد کرنا ہے۔ اور ہمیں تسلیم نہ کرنا، اللہ کے حکم سے انحراف ہے۔ اور یہ شرک کی حد ہے۔

۵. ان الرجوع الیٰ فقهاء اصحاب النبی و كذا اصحاب الائمه عليهم السلام امثال زرارة بن اعين و محمد بن مسلم بريد العجلی ليث بن البختری المرادی ويونس وغيرهم ۱۰۴

ترجمہ: بے شک اصحاب نبی کریم صہ میں سے جو فقیہ ہو گذرے ہیں ان کیطرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اسی طرح معصومین اماموں کے اصحابوں کی طرف۔ مثلاً، زرارد بن اعین، محمد بن مسلم، برید عجلی، لیث بن البختری اور یونس وغیرہ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ایسوں کو آئمہ علیہم السلام کے دور میں فقیہ قرار دیا جاتا تھا۔ مذکورہ فقیہ سنہ ۱۰۶ھ سے امام محمد بن باقر علیہ السلام کے زمانے سے امام جعفر صادق عہ کے زمانے سن ۱۴۰ھ تک تھے۔

"د" شرائط ولی فقیہ

۱۔ قرآن کی نظر میں۔

۲۔ حدیث کی نظر میں۔

لفظ ولی قرآن پاک میں چھیاسی بار استعمال ہوا ہے اور دیکھنا اب یہ ہے، کہ ترا

انداز میں استعمال ہوا ہے اور ان آیات کے اندر ولی کی کیا خصوصیات، علامات اور شرائط بتائے گئے ہیں؟

ان شرائط میں سے بالکل اہم جو لازمی ہیں، وہ آیات کی صورت میں خلاصہ کر کے پیش کیئے جاتے ہیں۔

ا۔ موت کی تمنا رکھنے والا:

قل یا ایها الذین هادو ان زعمتم انکم اولیآءُ لله من دون الناس فتمنو الموت ان کنتم صٰدقین. ۱۰۵

ترجمہ: (اے رسول صہ) کہو کہ اے یہودیو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ کے دوست ہیں، تو موت کی تمنا کریں۔ اگر تم دعوے میں سچے ہو تو؟

کیوں کہ در حقیقت موت فنا کا نام نہیں ہے۔ موت ابدی زندگی ملنے کا نام ہے۔ فلسفۂ موت اللہ تبارک وتعالے نے سنایا ہے کہ موت کا مزہ چکھنا ہے۔

مثلاً: اگر تم کسی چیز کا مزہ چکھو گے تو وہ چیز فنا ہو جائے گی یا تم فنا ہو جاؤ گے؟ وہ چیز فنا ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ انسان فنا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حقیقی ولی سامنے والی حیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

۲. ولقد نصر کم الله ببدر و انتم اذلة۱۰٦

ترجمہ: بے شک اللہ نے تمہیں بدر والے روز مدد دی اور تم کفار کے نرغہ میں تھے۔

بدر، تاریخ اسلام کی پہلی لڑائی جس میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ جن میں سے کافی پیادہ اور تھوڑے سوار تھے۔ یہ جنگ سنہ ۲ ہجری میں لڑی گئی۔ اس کے برعکس

کفار کی تعداد (تین ہزار) ۳۰۰۰ تھی۔اللہ تعالیٰ کی مدد فرشتوں کے آنے سے حاصل ہوئی، جو کفار کے ساتھ انسانوں کی شکل میں لڑے۔ بالآخر کفار کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔اس جنگ میں عبداللہ بن رواح جیسا بہادر شہید ہو گیا اور کفار میں سے ابو جہل اور امیہ جیسے مشرکین کے سردار جہنم رسید ہوئے۔

فتح کی وجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہادری کو سمجھا گیا، یہاں تک کہ (ڈی۔ایس مارگولی) لکھتا ہے کہ:

It certainly appears that the winning of this most important fight was main due to provess of Ali. He fight without Armour to his Back.107

یہ یقینی امر ہے کہ جنگ بدر جو اسلام کی بڑی اہم جنگ تھی، اس کی فتح کا اہم سبب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہادری ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کو موت کی اتنی تمنا ہوتی تھی کہ جب بھی میدان جنگ میں آتے تھے تو ذرہ صرف آگے والے حصے کی طرف پہن کر آتے تھے اور پشت پر ذرہ نہیں ہوتی تھی۔کیوں کہ آپ فرماتے تھے کہ سامنے سے اس لئے پہن کر آتا ہوں کہ جو تیر آئیں انہیں ذرہ روک لے اور پشت پر اسلئے نہیں پہنتا کہ میں میدان جنگ میں کبھی بھی فرار ہونے کے ارادے سے نہیں آتا۔

اپنی موت سے محبت کی مثال اس طرح دیتے ہیں۔

واللہ ابن ابی طالب انس بالموت کا لطفل بصدی امه ۱۰۸

ترجمہ: خدا کی قسم ابو طالب کے بیٹے کی موت سے اتنی محبت ہے، جتنی بچہ کی ماں

کے دودھ سے محبت ہوتی ہے۔

یہ ذکر تو تھا ایک مثالی انسان کا، جو موت کی تمنا رکھتا ہے، کیوں کہ اس میں بڑا فائدہ یہ ہے، جو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملا قیکم ثم تردون اِلیٰ عالم الغیب والشهادت فینبئکم بما کنتم تعملون

ترجمو: کہو کہ تم موت سے بھاگتے ہو، لیکن موت وہ ہے، جس میں تمہاری ملاقات مالک حقیقی سے ہوتی ہے، جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے، جو کچھ تم نے کیا ہے۔

حکومت کے لئے عدل ضروری ہے۔

اس معاشرہ کے اندر عدل وانصاف کی ایک ہی معنی لیجاتی ہے، لیکن لغوی معنی یا اصطلاحی اعتبار سے انصاف کسی چیز کی تول میں استعمال ہوتا ہے۔ اور عدل کا تعلق فیصلہ کرنے اور ہر شخص کو اس کی صلاحیت کے مطابق حق دینا ہے۔

۲۔ ولی یعنی بے خوف

الا ان اولیاءَ اللّٰہ لا خوف علیهم ولاهم یحزنون

ترجمہ: اللہ کے دوست وہ ہیں جن پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

ا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کو پہچانا، اس کی عظمت بیان کی، اپنی زبان کو فضول باتوں سے روکا، اپنے پیٹ کو زیادہ کھانے سے روکا اور اپنے نفس کو روزہ نماز کا پابند بنایا۔

لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صہ ہمارے والدین آپ پر قربان ہوں، کیا اولیاء اللہ وہی ہیں؟

آپ صہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ تو وہی ہیں، جن کی خاموشی یاد خدا سمجھی جائے، کسی چیز کی طرف دیکھیں تو عبرت حاصل کرنے کی نیت سے دیکھیں، بات کریں تو ان کی گفتگو حکمت سمجھی جائے، گھومیں تو ان کا گھومنا باعث برکت ہو، اگر خدا کی طرف سے موت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو شوق ثواب اور عذاب کے خوف سے ان کی روحیں جسموں سے نکل جاتیں۔'' ۱۱۱

۲۔ جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اپنے والد بابا علی بن الحسین علیہما السلام کی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آگاہ رہو! اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں نہ آئندہ کی مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف ہے اور نہ ہی وہ سابقہ واقعات سے رنجیدہ ہوتے ہیں، جبکہ وہ خدا کے فرائض ادا کرتے رہتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے وابستہ ہوں۔ خدا نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اس سے بچتے ہیں۔ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس سے پیار کرتے ہیں۔ خدا کے رزق سے حلال و پاک مال کماتے ہیں۔ ان تمام باتوں سے ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ کسی کے مقابلے میں فخر کریں یا کسی سے آگے نکل جائیں اور جو حقوق ان پر فرض ہیں ان میں وہ اپنے حلال مال کو خرچ کرتے ہیں۔ پس یہی ہیں جن کی کمائی میں اللہ برکت عطا کرتا ہے اور جو کچھ اپنی آخرت کے لئے پہلے ہی بھیج رہے ہیں۔ انہیں ان کا ثواب دیا جائے گا۔ ۱۱۲

ارشاد رب العزت ہے کہ:

"من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعف لہ مضعفا

کثیرا"" ۱۳۱.۱

ترجمہ: "کون ہیں جو اللہ کو اچھی کمائی دیں تو اللہ انہیں آخرت میں بڑھا کر زیادہ

کر کے دے"

مذکورہ تمام صفات انبیائے کرام ۱۲۴۰۰۰ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) بالعموم اللہ کے ولی ہیں اور تمام مرسلین جن کی تعداد ۳۱۳ ہے۔ بالخصوص اللہ کے ولی ہیں۔ قرآن حکیم نے اللہ کے ولی کی یہ علامت بیان کی ہے کہ انہیں نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ پھر قرآن گواہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگر آئے اور انہوں نے جادو کی رسیاں پھینکیں جو سانپ، بلائیں اور اژدھے ہوگئیں۔ انہیں دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت ہی بدل گئی۔

"فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لاتخف انک انت الاعلیٰ

ترجمہ: پھر موسیٰ عہ اپنی جان میں ڈر محسوس کرنے لگا۔ ہم نے کہا تم ڈرو مت، بے شک تو ہی غالب رہے گا۔

مذکورہ اعتراض کا جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جان کی لئے نہیں ڈر رہے تھے، لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ جاہل غالب آئیں، اور گمراہی پھیل جائے (گویا حضرت موسیٰ عہ کا ڈرنا بہترین عمل ہے۔۱۱۵)

اعتراض: صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی نہیں لیکن ان کا بھائی ہارون، جسے حضرت موسیٰ اپنا سہارا سمجھتے تھے، وہ بھی ڈرنے لگے۔ ان کے ڈرنے کا ذکر قران حکیم میں بھی درج ہے۔

قال لا تخافا اننی معکما اسمع وارای ۱۱۶

ترجمہ: اللہ نے فرمایا! تم دونوں ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

جواب: ان دونوں کا ڈرنا اس نوعیت کا تھا، جو قران حکیم بتا رہا ہے کہ فرعون نے جادوگروں سے کہا تھا کہ یہ بڑے جادوگر ہیں۔اسی لئے انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ ہمارا معجزہ جادوگروں کے جادو پر ضرور غالب آ جائے گا۔ایسا نہ ہو کہ وہ جادوگر ہم دونوں کو معبود سمجھ کر سجدہ کر بیٹھیں پھر قرآن پاک بتاتا ہے کہ جادوگروں نے سجدہ میں کہا۔

فالقی السحرۃ سجدین قالو اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ و هارون ۱۱۷

ترجمہ: تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے کہ ہم ایمان لاتے ہیں، ربِ کائنات پر جو موسیٰ عہ اور ہارون کا بھی رب ہے۔

اعتراض: جادوگروں نے سجدہ میں توحید کے اقرار کے ساتھ حضرت موسیٰ عہ اور ہارون کا نام کیوں لیا؟

جواب: اس اعتراض کا جواب علامہ فخر الدین رازی نے اس طرح دیا ہے۔

لانی لا یستفاد معرفۃ اللہ الا با الا مام ۱۱۸

ترجمہ: اس لئے کہ اللہ کی معرفت تب تک فائدہ نہیں دے گی، جب تک کوئی رہبر نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ معرفت خداوند کریم کے لئے ایک رہبر کا ہر زمانے میں ہونا لازمی ہے۔سوال یہ ہے کہ وہ رہبر کون ہو؟

آنحضرت صہ نے فرمایا:

یا علی راس الحکمة مخافة اللہ من یخف اللہ خاف منه کل شی ومن لم یخف اللہ خاف من کل شی ۱۱۹

ترجمہ: اے علی حکمت کا سرچشمہ خوف خدا ہے۔ جو شخص خوف خدا رکھتا ہے۔ کائنات بھی اسی سے ڈرتی ہے اور جو خوف خدا نہیں رکھتا، وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ جس کے دل میں خوف خدا ہوگا، وہ کسی بھی مادی چیز سے نہیں ڈرے گا۔

۳۔ ولی یعنی صاحب تقویٰ:

ان اولیاءہ الا المتقون ولکن اکثرھم لایعلمون ۱۲۰

ترجمہ: سوائے متقین کے دوسرا کوئی بھی اس (کعبے) کا ولی نہیں ہے، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے مولانا عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قریش خودکو اولاد ابراہیم سمجھ کر کعبے کا صاحب اختیار سمجھتے تھے اور (بقیہ) مسلمانوں کو آنے نہیں دیتے تھے۔ اس کے لئے مذکورہ آیت نازل ہوئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے جو پرہیز گار ہے، اس کا حق ہے اور ایسے ناانصافیوں والوں کا حق نہیں ہے۔ جس پر حضور اکرم صہ ناراض ہوئے اور آنے نہیں دیا۔

۲۔ علامہ مقبول احمد صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ مشرکین کی اس بات کا جواب ہے۔ وہ کہتے تھے کہ بیت اللہ (حرم خدا) پر ہمارا ہی اختیار ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کے اسی نظریہ کو رد کر دیا اور فرمایا کہ مسجد الحرام پر ولایت اور زیادہ اختیارات متقین کا ہے۔

یہی وجہ ہی جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو امامت (رہبری) ملی تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

اذا بتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین. ۱۲۱

ترجمہ: (یاد کریں) جب ابراہیم سے ان کے رب نے امتحان لیا جب وہ پورا کیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں انسانوں کا پیشوا بناؤں گا۔ اس نے کہا میری اولاد میں سے کسے امام بناؤ گے۔ اللہ نے فرمایا یہ عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا۔

حافظ فرمان علی صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ امام، رہبر، پیشوا بنانا خدا کا کام ہے۔ اور دوسری یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پیشوا کا معصوم ہونا ضروری ہے۔۱۲۲

مذکورہ بحث سے ثابت ہوا کہ ولی متقی ہوتا ہے اور بے انصاف ولی نہیں ہوتا۔ دوسری آیت میں ولی کے معنی از روئے قرآن وارث لی گئی ہے، جو متقی ہو وہی کعبہ کا وارث ہے۔

اب اس آیت پر غور کیا جائے کہ تقویٰ اور رہبری کا رابطہ کتنا ہے؟

والذین یقولون ربناھب لنا من از واجنا و ذریتنا قرۃ اعین و جعلنا للمتقین اماما.

ترجمہ: وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پالنہار ہمیں ہماری گھر والیوں (بیویوں) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

(۱) ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا:

والمراد من هذه الایت نحن اهل البیت

یعنی اس سے مراد ہم اہلبیت ہیں۔

۱۔ حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت خاص آل محمد علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ ۱۲۵

۲۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ "خدا کی قسم یہ پوری آیت خاص حضرت علی کرم اللہ وجہ کے لئے ہے۔ ۱۲۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر یہ دعا پڑھتے تھے:

ربنا هب لنا من ازواجنا

اس سے مراد حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہے۔ اور "ذریتنا" سے مراد حسنین علیہما السلام ہے۔ "قرأۃ عین" سے مراد جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے کبھی بھی اپنے پروردگار سے ایسے بیٹے کا سوال نہ کیا جو خوبصورت ہو اور نہ ہی ایسے بیٹے کا سوال کیا جو قد کا بڑا ہو۔ تا کہ اطاعت اور عبادت کی حالت میں میری نگاہ اس پر پڑے تا کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں"۔

و جعلنا للمتقین اماما

اس کا مطلب یہ ہے کہ "متقی ہم سے قبل گذر چکے ہیں، ہم ان کی تقلید کریں اور جو متقی ہمارے بعد آنے ہیں، وہ ہماری پیروی کریں۔"

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو امام نے فرمایا ''خدا سے بڑا سوال کیا گیا ہے کہ متقین کا امام بناؤ'' ۱۲۸

تقویٰ ولایت کے لئے اسی لئے شرط ہے۔ کیونکہ یہ عین عدالت ہے۔ اس لئے رب العزت فرماتے ہیں کہ

اعدلو هو اقرب للتقوىٰ ۱۲۹

ترجمہ: عدل کرو، وہ تقویٰ کے عین قریب ہے

علاوہ ازیں خدا کے آگے تمام انسانوں سے زیادہ مقام اس شخص کا ہے، جو زیادہ متقی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے کہ:

یا ایها الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفو ان اکرم کم عندالله اتقیٰ کم

ترجمہ: اے انسانو! تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا گیا ہے اور ہم نے تمہاری قوموں اور قبائل کو اس لئے پیدا کیا ہے، تا کہ ان کی پہچان ہو سکے۔ لیکن اللہ کے پاس زیادہ عزت والا وہ ہے، جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

ایک اسلامی رہبر یا پیشوا کے لئے تقویٰ کا ہونا، اس لئے ضروری ہے۔ تقویٰ کے فوائد عظیم ہیں، کیوں کہ متقی شخص وہ ہے جو اللہ کے حقوق ادا کرتا ہے، جو شخص اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ حقوق الناس کس طرح ادا کرے گا۔ جب انسان میں تقویٰ پیدا ہوگا، ان کے وجود میں ایک معنوی انقلاب آئے گا۔

قرآن کی نظر میں تقویٰ کا مختصر جائزہ

ان تصبرو و تتقو لا یضر کم کید ھم شیئا ۱۳۱

ترجمہ: جب تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو کسی بھی چیز کا فریب تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۲. یا ایھاالذین امنو ان تتقو اللہ یجعل لکم فرقانا ۱۳۲

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہیں فرقان عطا فرمائیں گے۔

فرقان یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرقان اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرقان کا تذکرہ ہوا ہے۔

و اذ اتینا موسیٰ الکتب و الفرقان لعلکم تھتدون ۱۳۳

ترجمہ: اور جب ہم نے موسیٰ کو توریت اور فرقان عطا کیا تاکہ تم اس میں سے ہدایت حاصل کرو۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں فرقان سے یہ مراد لی ہے جس سے معاملات کے فیصلے ہوں اور جائز ناجائز معلوم ہو۔

اسی فرقان کے ملنے سے انسانوں کے بنے ہوئے رہبر اور خدا کے بنائے ہوئے ہادی کے درمیان فرق معلوم ہوا۔ کیوں کہ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ دریائے نیل سے جس لشکر کی قیادت الٰہی نمائندہ کر رہا تھا، وہ خیر وخوبی سے سپاہ کے ساتھ پار پہنچ گیا اور جس کی قیادت عام انسانی نمائندہ کر رہا تھا وہ دریا کی موجوں کا نشانہ بن گیا۔ ایسے واقعہ کو قرآن حکیم نے بھی مختلف مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔

واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون ۱۳۴

ترجمہ: جب تمہارے لئے ہم نے دریا سے راستہ بنایا اور تمہیں نجات دیکر اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

دوسرا فرقان:

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ۱۳۵

ترجمہ: بابرکت ہے اس کی ذات جس نے فرقان کو اپنے بندہ پر نازل فرمایا، تاکہ اسے سارے جہاں کا ڈرانے والا بنائے۔

اسی فرقان کے ذریعے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری کائنات کی سربراہی کی اور انہیں خدا تعالیٰ کا خوف دلایا اور اس طرح تقویٰ اور تزکیہ نفس سے ہمیں بھی فرقان مل سکتا ہے۔ اس لئے سربراہ مملکت وہ ہوسکتا ہے، جس میں تقویٰ ہو۔

تقویٰ کا ثمر:

یا ایھاالذین امنو اتقواللہ وآمنو برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ کہ اللہ اپنی رحمت سے تمہیں دوحصے عطا فرمائے گا۔

مولانا عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ "کفلین" یعنی ایسا نور ان کے وجود کے اندر دیگا، جس سے وہ آسانی سے روشنی میں گھوم سکے گا۔" ۱۳۷

امام جعفر صادق عہ سے روایت ہے کہ ''کفلین'' سے مراد حسنین علیہما السلام اور نور سے مراد وہ امام ہے جس کی تم تقلید کرتے ہو۔'' ۱۳۸

گذشتہ بحث سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ولی کی لئے تقویٰ لازمی ہے اور تقویٰ کے ثمرات مثلاً

عدل، فرقان رحمت کے دروازے کھلنا ہیں، جوکہ اسلامی سربراہ کے اندر ہونا لازمی ہیں۔

اس وقت تک جو بحث ہوئی وہ تمام تر قرآنی آیات کی توضیع اور تفسیر پر مشتمل تھی، جو ولی کی شرائط پر مشتمل تھی۔

اب آنیوالی بحث قرآن کی نظر میں فقیہ کی شرائط اور پھر احادیث کی روشنی میں دونوں الفاظوں کو ملا کر فقیہ کی شرائط پیش کی جائینگی۔

نتائج۔قرآن حکیم کی نظر سے مندجہ ذیل ولی کی شرائط اخذ ہوئیں:

۱۔موت کی تمنار کھنے والا۔

۲۔ولی، دنیا سے بے خوف۔

۳۔تقویٰ، یعنی خوف خدار کھنے والا۔

ولایت مطلق۔خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔اس کے بعد رسول صہ.پاک، ان کے بعد امام معصوم کے لئے ہے، جو ہادی برحق ہوتا ہے۔

ایسی آیات جوکہ صرف خدا کی ولایت مطلقہ پر دلالت کرتی ہیں، وہ ۳۲ ہیں۔وہ آیات جو اللہ تعالیٰ اور رسول عہ کی ولایت کے لئے مخصوص ہیں، ان کی تعداد سترہ (۱۷) ہے۔

فقیہ

قرآن حکیم کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیہ کے مادہ والی صرف ۲۰ آیات ہیں، جس میں سے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے دس (۱۰) کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

لغوی اعتبار سے جو فقیہ کے معنی کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ: ا۔ سمجھدار، ۲۔سیاستدان،۳۔عاقل،۴۔ہوشیار۵۔دین کی معلومات رکھنے والا اور فقہ کا ماہر۔

موضوع بحث

فلو لانفرمن کل فرقة منهم طآئفة لیتفقهو فی الدین فلینذرو قومهم اذا رجعو الیهم لعلهم یحذرون ۱۳۹

ترجمہ: ''پھر کیوں نہیں ہر گروہ سے کچھ افراد نکلیں جو دین کی معلومات حاصل کر کے واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ خدا سے ڈریں''

یہ دین کا علم علاوہ چند افراد کے سب کو حاصل نہیں ہوتا، یہی وجہ ہی کہ ہر فن کا ماہر اپنے اپنے فن میں مہارت رکھتا ہے وہ بھی اپنے فن کا عالم ہے، لیکن عرف عام میں علاوہ عالم دین کے دوسرے کسی کو بھی عالم نہیں کہا جاتا۔ پھر علم کی بھی دو اقسام ہیں۔

العلم علمان علم الابدان و علم الادیان

ایک علم اجسام اور دوسرا مذہب (دین) کا علم

وما یعقلها الا العالمون ۱۴۰

ترجمہ: سوائے علماء کے دوسرے اس سے بے خبر ہیں۔

اس آیات نے بتایا کہ علماء کی سمجھ کے مقابلے میں تمام افراد بے سمجھ اور بے عقل ہیں۔ ۱۴۱

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ "عالم وہ ہے جو سمجھے کہ خدا کا حکم ہے اور اس کی اطاعت پر عمل کرے اور غصّے سے پرہیز کرے۔ دوسری تفسیروں میں اس سے مراد آل محمد علیہم السلام ہے۔ پہلی تفسیر کے مطابق اہل بیت کے سوا ان صفات کا مالک دوسرا کوئی ہو نہیں سکتا۔ ۱۴۲

۳۔ اگر انہیں سمجھ ہے تب بھی ان کے مقابلے میں بالکل تھوڑی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۴. فسیقولون بل تحسد وننابل کانو لایفقهون الا قلیلا . ۱۴۳

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ تم ہم سے حسد رکھتے تھے بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے بہت کم سمجھتے ہیں۔

۵. تسبح لہ السموت السبع والارض ومن فیهن وان من شیءٍ لایسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم ۱۴۴

ترجمہ: زمین سات آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کے لئے تسبیح کرتے ہیں۔ کوئی بھی چیز نہیں ہے، جو اسکی کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

۶. قال یا شعیب مانفقه کثیرا مما تقول ۱۴۵

ترجمہ: انہوں نے کہا اے شعیب! جو تم کہتے ہو اس سے ہم زیادہ نہیں سمجھتے۔

۷. فمال هؤلآء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا ۱۴۶

ترجمہ: ہائے افسوس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری بات نہیں سمجھتے۔

۸. انظر کیف نصرف الأیات لعلهم یفقهون۱۴۷

ترجمہ: غور کرو کس طرح ہم بدل کر آیات بیان کرتے ہیں، اگر وہ سمجھ سے کام لیں۔

۹. قد فصلنا الأیٰت لقوم یفقهون۱۴۸

ترجمہ: ہم نے سمجھدار قوم کے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کی ہیں۔

۱۰. صرف اللہ قلوبهم بانهم قوم لا یفقهون۱۴۹

ترجمہ: اللہ نے ان کی دلوں کو بدل دیا اس لئے کہ وہ سمجھ سے کام نہیں لیتے تھے۔

نتیجہ

پہلی سے چوتھی آیت تک یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے افراد بہت تھوڑے ہیں، جنہیں دین کے متعلق معلومات حاصل ہے اور بقیہ حضرات کو بالکل ہی تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ اور عقل وعرفان کے چراغ علماء ہی ہیں۔ اور قرآن حکیم میں کافی آیات جو صاحبان عقل کو فکر، تدبّر اور غور کرنے کی دعوت دے رہی ہیں۔

غرض کہ اس قسم کی دعوت علماء کے لئے عام ہے اور یاد رہے کہ عقل ہی انسان کی وہ خاص امتیاز ہے، جس سے انسان، حیوان سے ممتاز بنتا ہے۔

وما یعقلها الا العالمون۱۵۰

ترجمہ: اور عقل کو کام میں نہیں لاتے مگر علماء (عقل سے کام لیتے ہیں)

پانچویں سے ساتویں آیات تک، اللہ کی تسبیح کو سمجھنا انبیائے علیہم السلام کے اقوال واحادیث کو سمجھنا عام بات نہیں ہے۔ اِس کے لئے علم ضروری ہے، ورنہ ویسے تو

کائنات کی ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ذات جامعہ کے آگے سربسجود ہیں، لیکن اس کی تسبیح کو سمجھ کر بجالانا کمالِ مطلق ہے۔

آٹھویں سے دسویں آیات تک،

آیات کو گھما پھرا کر اور مختلف انداز میں بیان کرنا، تفصیلی اور صراحت سے بیان کرنا، سمجھنے کی دعوت ہے، جو فقہ کے مادے سے لی گئی ہے اور جس نے سمجھ ہوتے ہوئے عقل سے کام نہ لیا، آخری آیت کے مطابق اللہ تبارک وتعالےٰ نے ان کے دلوں کو بدل دیا ہے۔ کیوں کہ وہ حق کی بات سننے سے قاصر ہیں۔

۲۔ شرائط ولایت فقیہ حدیث کی روشنی میں

۱۔ علم فقیہ

۲۔ تقویٰ اللہ

۳۔ عدالت

۴۔ حلم وبردباری

۵۔ صداقت وامانت

٦۔ ہوائے نفس کی مخالفت، حرص وحسد سے دوری

۷۔ مجتہد، عاقل وبالغ

ا۔ علم فقیہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقہاء کو اپنا خلیفہ سمجھتے تھے، اس لئے آپؑ کی حدیث ہے "اللهم ارحم خلفائی قیل یارسول الله و من خلفائک؟ قال الفقهاء [۵۱]

ترجمہ: اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ صہ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صہ نے فرمایا۔ فقیہ

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی خلافت کے لئے احتجاج کرتے ہوئے یہی دلیل پیش کی ہے کہ

انی افقه منکم ۱۵۲

میں خلافت کا حقدار اسی لئے ہوں کہ دین کے تمام مسائل میں تم سب سے زیادہ فقیہ ہوں

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں:

العلماء حکام علی الناس ۱۵۳

علماء لوگوں پر حاکم ہیں۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا،

رضینا قسمت الجبار فینا لنا علما و للاعداء مال فان المال یفنیٰ وان العلم لایزال

ترجمہ: ہم اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمیں علم دیا اور ہمارے دشمنوں کو دولت دی، کیوں کہ مال فانی ہے اور علم باقی ہے۔

۲۔ تقویٰ اللہ

''وقی'' کے مادہ سے لیا ہوا ہے، جس کے معنی ہے خوف رکھنا اور پرہیز کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی آخری وصیت میں اپنے فرزندان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا،

اوصیکم بتقوی اللہ و نظم امرکم ۱۵۵

ترجمہ: میں تمہیں خدا سے خوف رکھنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے سارے کاموں کو منظّم طریقے سے بجالاؤ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

اعلم الناس اخوفھم منہ ۱۵٦

تم سب میں سے اللہ کے نزدیک (بڑے علم والا) وہ ہے، جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

۲۔ بحار الانوار میں عیون اخبار رضا سے منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد گرامی سے آنخضرت صہ کی مجلس کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا:

''اس مجلس میں سب برابر ہوتے ہیں اور فضیلت صرف تقویٰ کی رو سے ملتی تھی۔'' ۱۵۷

۳۔ کنزل العمال میں ہے کہ آنخضرت نے فرمایا۔

''میں بعد میں آنے والے اپنے جانشین کو خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں۔''

۴۔ سلیم نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا،'' وہ مسلمان اپنے لئے پاکدامن، عالم، پرہیز گار، قضا اور سنت کا علم رکھنے والے کو اپنا امیر اور حاکم منتخب کریں، جو ان کی حکومت کو قائم رکھ سکے۔ ۱۵۹

۳۔ عدالت

ا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: ''حکومت کا نظام عدل و انصاف پر مبنی ہے۔'' ۱٦۰

۲۔ ''انصاف حاکم اور حکومت وامت کی زینت ہے''۱۶۱

۳۔ ''اچھے عدل سے مخلوق کا نظام قائم ہے''۱۶۲

۴۔ ''عدل وانصاف بہترین سیاست ہے''۱۶۳

۵۔ ''جو شخص اپنے آپ پر ظلم کرے، وہ دوسروں پر عدل کس طرح کرے گا؟ جو اپنی اصلاح نہ کر سکے وہ دوسروں کی اصلاح کس طرح کرے گا؟''۱۶۴

۶۔ ''جسے اللہ کی طرف سے محافظ بنایا جائے تو اقرار وعمل کے علاوہ ان کی علامات وہ ہیں کہ وہ اپنے فرائض پر ثابت قدم رہے، اور اپنی بات میں صادق، اپنا فیصلہ دینے میں عادل اور رعایا پر مہربان ہو۔۱۶۵

۷۔ عن ابی مالک قال قلت لعلی ابن حسین "اخبرنی بجمیع شرائع الدین قال! قول الحق و الحکم بالعدل و الوفاءُ بالعھد."۱۶۶

ترجمہ: ابو مالک نے امام زین العابدین عہ سے پوچھا کہ ''آپ مجھے دین اسلام کی تمام باتوں کا خلاصہ سنائیں۔ آپ نے فرمایا: ''سچ بولنا، عدل سے فیصلہ کرنا اور وعدہ نبھانا ہیں۔''

۸۔ امام حسین علیہ السلام نے جو خط مسلم بن عقیل کے ہاتھوں کوفہ بھیجا، اس میں یہ کلمے بھی تھے، حاکم قرآن پر انصاف سے قائم اور دیندار ہو۔

"فالعمری ما الامام الا الحاکم بالکتٰب القائم بالقسط الدائن بدین الحق و الحابس فی نفسه علیٰ ذات اللہ و السلام

۴۔ حلم وبردباری

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ملک کا نظام چلانے کے لئے مالک بن حارث

اشتر نخعی کو جو خط لکھا، اس میں بڑے افسران اور افواج کے کمانڈروں کے انتخاب کے لئے حلم و بردباری کی شرط بتائی گئی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔

ا . فول من جنودک انصحهم فی لنفسک لله ولرسوله و امامک والقاهم جیبا و افضلهم حلما ممن یطی علیه الغضب و یستریح الی العذر ۱٦۸

ترجمہ: وہ تمہارے نزدیک پورے لشکر میں زیادہ اللہ اور رسول اور تمہارے امام کی حقوق کو پیش نظر رکھتا ہو۔ اللہ اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو اور جس شخص کا دل سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ ہو اور کسی بھی طرف سے اس کے دل میں غیر نہ ہو، جس کا حلم و بردباری سب سے زیادہ ہو، اس کا انتخاب کرو جسے غصہ دیر سے آئے یا جب اسے کسی پر غصہ آئے تو وہ اس کے عذر کو قبول بھی کرے۔

۲۔ علماء کو حکومت کرنے کا حق اسی لئے حاصل ہے کہ ان میں حلم بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے امام زین العابدین فرماتے ہیں۔

ان العلماءَ حلماءُ ۱٦۹

ترجمہ: بے شک علماء بُردبار ہوتے ہیں۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، ''ہمارے محبوب عالم فقیہ اور حلیم ہوتے ہیں، جس میں حلم نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں۔'' ۱۷۰

۴۔ عن الرضاء

نامی العلم کامل الحکم مضطلح بالا مامة عالم بالسیاسة

ترجمہ: رہبری کے قابل وہ ہے جس کی بردباری کامل ہو اور سیاست کو اچھی طرح جانتا ہو، ایسے حاکم کی اطاعت واجب ہے۔

مذکورہ حدیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ بغیر حلم و بردباری کے کسی کو حکومت یا سربراہی کرنے کا حق نہیں ہے۔ حقیقی عالم وہ ہے جس میں بردباری ہے، بغیر بردباری کے انسان اسلامی حکومت کے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایھا الناس ان احق الناس بھذا الامر اقومھم علیه و اعلمھم بامر اللّٰہ"

ترجمہ: اے انسانو! تم میں سے حکومت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہے، جو اللہ کے احکامات کو زیادہ جانتا ہو۔ جو ان سے زیادہ حکومت کرنے میں مضبوط ہو۔

۵۔ صداقت و امانت

صداقت و امانت ایسی ذمہ داریاں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب جیسی جاہل قوم میں چالیس برس، اپنی پوری زندگی کا زیادہ تر حصہ گذار کر اس سے بھی یہ خطاب حاصل کیا یہاں تک کہ دشمن بھی آپ صہ کو "صادق" اور "امین" کے نام سے پکارتے تھے۔

۱۔ امامت و رہبری کے لئے حدیث میں ہے کہ یہ ایک امانت الٰہی ہے اس میں خیانت جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صہ کا فرمان ہے:

الفقھاء امناءُ الرسل

ترجمہ: فقیہ رسولوں کے امین ہیں۔

۲۔علاوہ ازیں حضرت علی ع کا بھی ارشاد ہے کہ "یہ حکومت عہدہ نہیں مگر الٰہی امانت ہے، جسے نااہل کے سپرد نہ کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ آپ نے جو خط مالک بن حارث کو لکھا، اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ

و غنی لهم عن تناول ماتحت ايديهم وحجة عليهم ان خالفو امرک و تلمو امانتک ۱۷۲

ترجمہ: جب تم انہیں اچھی تنخواہ دو گے تو وہ اپنے ملازموں پر ظلم نہیں کرینگے تا کہ تم پر ان کا کوئی بہانہ نہ بنے جب وہ تمہارے حکم کی مخالفت کریں، بیت المال کے پیسے سے خیانت کریں تمہیں (اس بات کہنے کا) پورا حق حاصل ہوگا کہ جب تمہیں ہر چیز میسر تھی پھر تم نے خیانت کیوں کی۔

۳۔آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر اس میں میرا حق ہے تو میں نے تمہیں معاف کیا، اگر دوسرے مسلمانوں کا حق ہے تو اس کی قیمت ادا کرتا کہ وہ بیت المال کے اندر شامل ہو اور سب میں عدل سے بانٹو۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا تھا کہ مسئلہ اتنا سخت ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں یہ سوئی اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔

۴۔حضرت علی ع کے پاس ایک شخص آیا اور ذاتی معاملات پر تبادلہ خیالات کرنے لگا۔ حضرت نے وہ چراغ بجھا دیا، گھر گئے اور چراغ لے آئے وہ شخص حیران رہ گیا۔ پوچھا تو امام نے فرمایا کہ پہلے والے چراغ کے اندر بیت المال کا تیل تھا۔ اب ہماری ذاتی گفتگو ہے۔ اس لئے علی ع نہیں چاہتے کہ اپنی ذاتی گفتگو میں بیت المال کا تیل جلے۔

۶۔ہوائے نفس کی مخالفت حرص وحسد سے دوری

ا۔ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص مسلمانوں کے اندر کسی ایسے شخص کو امیر مقرر کرے، جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس (ملک وملت) میں حکومت کا زیادہ حقدار موجود ہے، جو کتاب اور سنت کو جانتا ہے تو اس نے خدا اور رسول اور تمام مسلمانوں سے خیانت کی ہے۔۱۷۵ یعنی (اپنی خواہشات کو احکامات پر ترجیح دی ہے۔)

۲۔ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ دو چچازاد بھائی بھی تھے۔ان میں سے ایک نے کہا ''یا رسول اللہ جن علاقوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو حکومت اور ولایت عطا کی ہے۔ان میں سے کسی ایک پر مجھے بھی امیر مقرر کیا جائے۔اس کے بعد دوسرے نے بھی یہی خواہش کی۔آپؐ نے فرمایا ''قسم ہے خدا کی اس حکومت کا ہم اُسے والی نامزد نہیں کرتے، جو اس کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ اسے جو اس پر حریص ہو۔''۱۷۶

۳۔ان احادیث میں سے امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب شدہ حدیث بھی اہمیت کی حامل ہے۔

اما من كان من الفقهاءِ صائنا لنفسه و مخالفا لهوئه ومطيعا لامره و حافظا لدينه فللعوام ان يقلدوه ۱۷۷

ترجمہ: فقہاء میں سے جو نفس کا مخالف، خواہشات کا مخالف ہو، اللہ کا فرمانبردار ہو اور دین خدا کی حفاظت کرنے والا ہو، عوام پر واجب ہے کہ اس کی پیروی کرے۔

۴۔ عن ابو بصیر قال سمعت ابا عبداللہ یقول عن امیر المومنین

"کان یقول یا طالب العلم ان العلم ذو فضائل کثیر فراسه تواضع وعینه براۃ من الحسد ۔۔۔الخ ۱۷۹

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! اے طالب علم بے شک علم کی بہت ساری فضیلتیں ہیں علم کا (سرچشمہ جھکا ہوا) یعنی سر نیاز و نمائی اور آنکھ حسد سے دور ہوتی ہے۔

۷۔عاقل و بالغ مجتہد

مختلف احادیث کے مطابق حاکم اسلامی کے لئے عاقل اور بالغ ہونا بھی لازمی شرط ہے۔علاوہ ازیں وہ اتنا ذہین اور محنتی ہو کہ اسے اٹھارہ علوم پر عبور حاصل ہو یعنی اتنے علوم پر اجتہاد رکھتا ہو۔

۱۔صرف، ۲۔نحو، ۳۔منطق، ۴۔فلسفہ، ۵۔ادب، ۶۔اصول، ۷۔فقہ، ۸۔فرائض، ۹۔معانی، ۱۰۔بیان، ۱۱۔کلام، ۱۲۔عقائد، ۱۳۔ہیئت، ۱۴۔قرآن، ۱۵۔حدیث، ۱۶۔تفسیر، ۱۷۔لغت اور ۱۸۔علم الرجّال۔

اسلام میں عقل کو بڑی عزت حاصل ہے۔خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "عقل کل" کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے خداوند کریم نے جن اشیاء کو پیدا کیا ہے،ان میں سے عقل بھی ہے۔

اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جس کی عقل کامل نہیں اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں،

ولکننی اسیٰ ان یلی امر هٰذه الامة سفهائنا و فجار نا ۱۷۹

ترجمہ: مجھے افسوس ہے اس قوم پر جس میں بے عقل حکمران ہوں۔
کم از کم اتنی عقلی قدرت ہو کہ حسن تدبیر یعنی اچھی سیاست پر عمل پیرا ہو۔
حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں،
"نامی العلم کامل الحلم مضطلح باالامامة عالم بالسیاسا
مفروض الطاعة ۱۸۰
ترجمہ: رہبری کے لائق وہ ہے جس کی عقل کامل ہو اور سیاست میں بہت کچھ جانتا ہو۔ ایسے حاکم کی اطاعت واجب ہے۔
یہ حدیث بھی مشہور ہے کہ:
"العقل میراث الانبیاء" ۱۸۱
"عقل نبیوں کی میراث ہے"
۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ما قسم اللہ للعباد شیئا افضل من العقل فنوم العاقل افضل من سحر جاھل افطار العاقل افضل من شخوص الجاھل ولابعث اللہ رسولا ولا بنیا حتیٰ یستکمل العقل ان العقلاءِ ھم الاولی الالباب قال اللہ تعالیٰ "فاعتبرو یا اولی الالباب" ۱۸۲
ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندوں کے لئے اللہ کے نزدیک عقل سے افضل کوئی بھی چیز نہیں تقسیم کی ہے عاقل کی نیند جاہل کی بیداری سے بہتر ہے۔ اللہ نے کوئی بھی رسول اور نبی تب تک نہیں بھیجا جب تک اس کی عقل کامل نہ ہو۔ بے شک عاقل وہ ہیں جن کے لئے اللہ کا فرمان ہے "عبرت حاصل کرو، اے

صاحبان عقل۔

۳. قوام المرء عقلة لادين لمن لاعقل له ۱۸۳

ترجمہ: انسان کو انسانیت دینے والی عقل ہے اس کا دین نہیں ہے جس کی عقل نہیں۔

حوالے

۱۔ فیروز اللغات باب الواو مادہ ولی، ص ۸۵۳

۲۔ ولی عہد: وارث تخت ہونا۔ ولی النعمۃ: بادشاہوں اور شہزادوں کے القاب، المنجد اردو، باب الواو۔ مادہ ولی۔ لغات القرآن۔ باب الواو۔ مادہ ولی۔

۳۔ فیروز اللغات۔ باب الفاء، مادہ فقہ۔ ۵۱۸

۴۔ المنجد اردو باب الفا مادہ فقہ، لغات القرآن۔

۵۔ مدرسین حوزہ علمیہ، قم، ولایت فقیہ، از نظر فقہاء و مراجع، ص ۴۷

۶۔ کاظم حائری، ولایت فقیہ زیر بنائی حکومت اسلامی صہ ۲۴

۷۔ کاظم حائری، ولایت فقیہ، زیر بنائے حکومت اسلامی صہ ۲۴

۸۔ مدرسین حوزہ علیہ قم، ولایت فقیہ ص ۳

۹۔ آیت اللہ عبداللہ جوادی آملی۔ پیرامون۔ ولایتِ فقیہ، قسمت اول

۱۰۔ پارہ ۱۲، سورہ رعد، آیت ۳۱

۱۱۔ محمد بن سلیمان قندوزی، ینابیع المودۃ، جلد اول، صہ ۲۲۴

وضاحت

''امام مہدی علیہ السلام کا ظہور حتمی ہے۔ اس سلسلے میں شک نہ کرنا چاہیئے''، مسلم بن حجاج نیشاپوری۔ باب دوئم، ابواب الفتن، حدیث ۷۵، ص ۱۵۴، اردو

۱۲۔ پارہ ۱۹، سورۃ نمل آیت ۲۷

۱۳۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، صہ ۲۶

۱۴۔ پارہ ۱۶، سورۃ کہف، آیت ۷۹

۱۵۔ حسین علی منتظری، ولایت فقیہ ۲۶

۱۶۔ پارہ ۲۶، سورۃ حجرات، آیت ۱۳

۱۷۔ حسین علی منتظری، ولایت فقیہ صہ ۲۶

۱۸۔ شہید باقر الصدر۔ اقتصادیات ۱۱

۱۹۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، جلد اول، صہ ۲۷

۲۰۔ شہید باقر الصدر، اقتصادی نظاموں کا جائزہ، صہ ۴۷

۲۱۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، جلد اول، صہ ۲۷

۲۲۔ پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت، ۴۰

۲۳۔ پارہ ۵، سورۃ نساء، آیت ۵۹

۲۴۔ پارہ ۵، سورۃ نساء، آیت ۸۰

۲۵۔ پارہ ۲۲، سورۃ احزاب، آیت ۶

۲۶۔ عبدالحسین امینی۔ الغدیر، جلد ۶ خطبہ غدیر

۲۷۔ پارہ ۱۷، سورۃ انبیاء، آیت ۱۰۵

۲۸۔ پارہ ۲۸، سورۃ صف، آیت ۲

۲۹۔ محمد رضا کلباسی، انیس اللیل فی شرح دعائے کمیل

۳۰۔ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ، آیت ۱۲۲

۳۱۔ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار ۱۰۱ اصول کافی باب ۲، فرض علم ۳۳، اردو

۳۲۔ واجبِ کفایہ۔ ایسے واجب کو کہا جاتا ہے۔ اگر سارے معاشرہ میں کوئی بھی اس کام کو سرانجام نہیں دیگا، تو سب پر اس کا سرانجام دینا فرض ہے۔ لیکن اگر ان میں سے کچھ بجالائیں تو پھر سب پر فرض نہیں ہے۔ مثلاً: کسی کی نماز جنازہ اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو سب پر واجب ہے۔
حسین علی منتظری۔ توضیع المسائل، اصطلاحات

۳۳۔ پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۲۶

۳۴۔ جلال الدین سیوطی۔ در منشور، جلد ۴، ص ۲۹۵، طباعت مصر

۳۵۔ پارہ ۳۰، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۴

۳۶۔ محمد بن جریر طبری۔ تاریخ طبری، جلد اول

۳۷۔ پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۱۴

۳۸۔ پارہ ۲، سورۃ بقرہ، آیت ۱۵۱

۳۹۔ علی بن بابویہ قمی۔ امالی صدوق، ۴۹۲

۴۰۔ محمد باقر مجلسی۔ بحارالانوار، جلد اول، صہ ۱۸۰

۴۱۔ پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، آیت ۱

۴۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ علق، آیت ۱

۴۳۔ پارہ ۱۴، سورۃ نحل، آیت ۷۸

۴۴۔ پارہ ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۳۰

Hazrat Essa said: don't Think I have come to do away with the

۴۶۔ پارہ۵سورۃ النسآء، آیت ۵۹

۴۷۔ پارہ۵،سورۃ النساء، آیت ۶۵

۴۸۔ پارہ۵،سورۃ النساء، آیت ۵۸

۴۹۔ شوکت عابد، شیر خدا کے فیصلے ۱۶، ص ۱۰۷

۵۰۔ پارہ۵،سورۃ النسآء، آیت ۳

۵۱۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، حدیث ۱۲۹، جلد اول، ۴۱۳

۵۲۔ پارہ۲۲،سورۃ فاطر، آیت ۲۸

۵۳۔ پارہ۶،سورۃ مائدہ، آیت ۴۴

۵۴۔ پارہ۶سورۃ مائدہ، آیت ۴۵

۵۵۔ پارہ۶،سورۃ مائدہ، آیت ۴۷

۵۶۔ پارہ۵، سورۃ النسآء، آیت ۶۰

۵۷۔ پارہ۱۲،سورۃ ہود، آیت ۱۱۳

۵۸۔ پارہ۱۱،سورۃ یونس، آیت ۳۵

۵۹۔ مترجم مفتی جعفر حسین نہج البلاغہ، خطبہ ۳، صفحہ ۹

۶۰۔ پارہ۲۹،سورۃ الملک، آیت ۲۳

۶۱۔ پارہ۲،سورۃ بقرہ، آیت ۲۴۷

۶۲۔ ناصر مکارم شیرازی۔ تفسیر میزان بحث ہذا الآیت

۶۳۔ سید جمال الدین مکی، عالم الدین ملاذ المجتہدین فضیلت

۶۴۔ پارہ ۲۴، سورۃ زمر، آیت ۹

۶۵۔ محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، باب ۴، فضل العلم ۳۶ اردو

۶۶۔ پارہ ۲۸، سورۃ مجادلہ، آیت ۱۱

۶۷۔ سلیم بن قیس ہلالی، سلیم بن قیس، صہ ۱۲۸

۶۸۔ پارہ ۱۴، سورۃ نحل، آیت ۳۴

۶۹۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، کتاب العلم ۱۸۳

۷۰۔ پارہ ۱۳، سورۃ، یوسف، آیت ۷۶

۷۱۔ محمد بن یعقوب، اصول کافی، کتاب فضل العلم باب عمل بغیر علم ۴۴

۷۲۔ پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۳۶

۷۳۔ باقر مجلسی دعائم الاسلام صہ ۳۵۸

۷۴۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری۔ صحیح مسلم، جلد ۳، طباعت مصر، حدیث ۱۸۵۱

۷۵۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم، جلد ۴، صہ ۱۴، کتاب امارت

۷۶۔ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ۱۶۰ کتاب الجمع، باب الجمع فی القریٰ والی

۷۷۔ مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم، جلد ۳، کتاب الامارت، حدیث ۱۸۳۵

۷۸۔ محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری، جلد ۴، صہ ۲۴۸، اور جلد اول، طبع قدیم، ابوموسیٰ، ترمذی، صحیح ترمذی، جلد ۳، صہ ۳۴۰

۷۹۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، جلد ۳، ۱۲۵۲، کتاب الامارات، حدیث ۱۸۲۰

۸۰، ۸۱۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم جلد ۲، کتاب الامارات ۱۱۹۹، حدیث ۳۴۵، حزب التحریر کتاب خلافت صہ ۱۲

۸۲۔ محمد بن یعقوب، اصول کافی ۱۷۵، کتاب الحجۃ، باب طبقات الاسلام
۸۳۔ محمد بن یعقوب اصول کافی ۱۷۵۰، کتاب الحجۃ، حدیث ۸
۸۴۔ محمد بن یعقوب اصول کافی، کتاب فضل العلم، باب اختلاف الحدیث ۶۷
۸۵۔ محمد بن یعقوب اصول کافی، کتاب فضل العلم، باب اختلاف الحدیث صہ ۴۱
۸۶۔ محمد بن یعقوب، اصول کافی، کتاب فضل العلم، باب فقہ العلماء صہ ۴۹ حدیث ۵
۸۷۔ محمد بن یزید، ابن ماجہ، جلد ۲، ۱۳۰۳، کتاب الفتن، حدیث ۲۲۵۵، باب سوادالاعظم
۸۸۔ ابو موسیٰ، ترمذی، جلد ۳، صہ ۳۱۵، باب ۷، حدیث ۲۲۵۵، ابواب الفتن
۸۹۔ پارہ ۵ سورۃ النسآء، ایت ۱۱۵
۹۰۔ سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص ۲۷۲، کتاب الاقضیۃ
۹۱۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، جلد ۲، ۵، صہ ۲۷
۹۲۔ فقہ اسلامی صہ ۲۷
۹۳۔ امام مالک۔ موطا، باب ادبہ مع رسول اکرم واخلاقہ، حسین علی منتظری
۹۴۔ محمد بن ہشام، جلد ۲، سیرت ابن ہشام، جلد ۲، صہ ۷۶، قصہ بیعۃ
۹۵۔ محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد ۴، صہ ۱۷۲۷
۹۶۔ محمد بن علی بابویہ۔ خصال شیخ صدق، جلد اول، باب ۲، حدیث ۱۲
۹۷۔ محمد بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، جلد ۴، ص ۴۱
۹۸۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ، ص ۲۹۲

حوالہ: مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، جلد۲، کتاب الامارات، باب ۳، ص۱۱۸۲،
اردو ترجمہ، حدیث ۳۲

۹۹۔ شیخ محمد حر العاملی۔ الوسائل، جلد ۱۸، ۱۰۱، باب صفات القاضی، حدیث ۹

۱۰۰۔ شیخ محمد حر العاملی۔ الوسائل، جلد ۱۸، ۱۰۱، باب صفات القاضی، حدیث ۱۰

۱۰۱۔ شیخ محمد بن حسن طوسی، فہرست طوسی، جلد ۱۷، صہ ۴۱، ولایت فقیہ عربی، جلد ۲، صہ ۹۵

۱۰۲۔ شیخ محمد حر العاملی۔ الوسائل، جلد ۱۸، باب ۱۰، صفات القاضی صہ ۹۵،
حدیث ۲۰

۱۰۳۔ شیخ محمد حر العاملی، الوسائل، جلد ۱۸، باب ۱۱ حدیث ۱

۱۰۴۔ حسین علی منتظری، ولایت فقیہ، عربی، صہ ۹۸، جلد اول

۱۰۵۔ پارہ ۲۸، سورۃ جمعہ، آیت ۷

۱۰۶۔ پارہ ۵، سورۃ آل عمران، آیت ۱۲۳

107. D.S. Margoly, life of Muhammad, first war of Isl

۱۰۸۔ مترجم مفتی جعفر حسین، نہج البلاغہ، خطبہ ۵، صہ ۱۰۸

۱۰۹۔ پارہ ۲۸، سورۃ جمعہ، آیت ۸

۱۱۰۔ پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۶۲

۱۱۱۔ مقبول احمد، تفسیر القرآن، حاشیہ صہ ۴۲۹، بحوالہ اصول کافی

۱۱۲۔ مقبول احمد، ترجمہ، حاشیہ، صہ ۴۲۹، بشکریہ تفسیر عیاشی

۱۱۳۔ پارہ ۲، سورۃ بقرہ، آیت ۲۴۴۰

۱۱۴۔ پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۴۶

۱۱۵۔ مقبول احمد، حاشیہ قرآن، صہ ۶۲۸

۱۱۶۔ پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۴۶

۱۱۷۔ پارہ ۱۹ سورۃ شعراء، آیت ۴۷

۱۱۸۔ امام فخر الدین رازی شافعی، تفسیر کبیر ہذہ آیت

۱۱۹۔ ملا باقر مجلسی، بحار الانوار، جلد ۱۱، صہ ۱۳۳

۱۲۰۔ مقبول احمد۔ تفسیر حاشیہ، صہ ۳۵۹

۱۲۱۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵

۱۲۲۔ حافظ فرمان علی، حاشیہ قرآن، صہ ۳۱

۱۲۳۔ پارہ ۱۹، سورۃ فرقان، آیت ۷۴

۱۲۴۔ محمد بن ابراہیم قمی، تفسیر القمی، جلد ۲

۱۲۵۔ آیت اللہ خوئی۔ تفسیر البرہان، جلد ۳

۱۲۶۔ تابعین میں سے ہے، جس سے کافی روایات نقل کی گئیں ہیں۔

۱۲۷۔ مقبول احمد۔ حاشیہ قرآن، صہ ۴۲۸

۱۲۸۔ محمد بن ابراہیم، تفسیر قمی۔ تفسیر ہذا الآیت

۱۲۹۔ پارہ ۶، سورۃ مائدہ، آیت ۸

۱۳۰۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

۱۳۱۔ پارہ ۵، سورۃ آل عمران، آیت ۱۲۰

۱۳۲۔ پارہ ۱۱، سورۃ انفال، آیت ۲۹

۱۳۳۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۵۳

۱۳۴۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۵۰

۱۳۵۔ پارہ ۱۸، سورۃ فرقان، آیت ۱

۱۳۶۔ پارہ ۲۸، سورۃ حدید، آیت ۲۸

۱۳۷۔ عبدالقادر محدث دہلوی، موضع القرآن حاشیہ، صہ ۶۵۱

۱۳۸۔ محمد بن ابراہیم قمی۔ تفسیر قمی، ہذا الآیات، صہ ۶۵۱

۱۳۹۔ پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۱۱۲

۱۴۰۔ پارہ ۱۹، سورۃ عنکبوت، آیت ۴۳

۱۴۱۔ حافظ فرمان علی، حاشیہ القرآن، ۷۲۰

۱۴۲۔ جابر بن عبداللہ انصاری کو مؤرخین اور محدثین نے احادیث کے اہم رواۃ میں شمار کیا ہے، خود آنحضرت کے صحابی ہیں۔

۱۴۳۔ پارہ ۲۶، سورۃ فتح، آیت ۱۵

۱۴۴۔ پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۴۴

۱۴۵۔ پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۹۱

۱۴۶۔ پارہ ۵، سورۃ نساء، آیت ۷۸

۱۴۷۔ پارہ ۹، سورۃ انعام، آیت ۶۵

۱۴۸۔ پارہ ۹، سورۃ انعام، آیت ۹۸

۱۴۹۔ پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۷

۱۵۰۔ پارہ ۱۹، سورۃ عنکبوت، آیت ۵۳

۱۵۔ شیخ محمد حر عاملی، وسائل، جلد ۱۸، باب ۱۱، صفات القاضی، ۱۰۱

۱۵۲۔ محمد بن احمد طبرسی، احتجاج طبرسی جلد اول، ۹۵
ایضاً۔ سید رضی، نہج البلاغہ، خطبہ شقشقیہ ا، شرح جلد ۲، صہ ۲۱۰
۱۵۳۔ علامہ باقر مجلسی، الحیٰوۃ، جلد ۲، صہ ۲۹۳
۱۵۴۔ سید امیر حسن نورانی، دیوان علی ۹۵
۱۵۵۔ سید رضی نہج البلاغہ، حضرت علی کی وصیتیں، ۴۷، صہ ۳۷۷
۱۵۶۔ مدقق آمدی، غرر الحکم ودرر الکلم، مترجم جاوید جعفری
۱۵۷۔ ملا باقر مجلسی بحار الانوار، جلد ۱۶، صہ ۱۵۱
۱۵۸۔ محمد تقی الہندی۔ کنز العمال، صہ
۱۵۹۔ سلیم بن قیس ہلالی، قلب سلیم بن قیس، صہ ۱۸۲
۱۶۰۔ مدقق آمدی۔ الغرر الحکم والدرر الکلم، صہ ۱۹۸، حدیث ۳۷۷
بحوالہ، حسین علی منتظری، ولایت فقیہ، جلد ۲، صہ ۱۱۰
۱۶۱۔ مدقق آمدی، الغرر والدرر، صہ ۲۳۰، حدیث ۹۲۳
۱۶۲۔ مدقق آمدی، الغرر والدرر، جلد ۳، صہ ۳۸۵، حدیث ۴۸۱۹
۱۶۳۔ مدقق آمدی۔ الغرر والدرر، صہ ۴۲۰، حدیث ۴۹۴۸
۱۶۴۔ مدقق آمدی۔ الغرر والدرر، صہ ۱۰، حدیث ۵۱۱۷
۱۶۵۔ مدقق آمدی۔ الغرر والدرر، صہ ۵۶۴، حدیث ۶۹۹۶
۱۶۶۔ ابن ابی الحدید معتزلی، شرح، نہج البلاغہ، جلد ۲، صہ ۲۵۵
۱۶۷۔ حبیب اللہ طاہری، ولایت فقیہ، صہ ۱۵۱
۱۶۸۔ سید رضی۔ نہج البلاغہ، خط، ۵۳

۱۶۹۔ حبیب اللہ طاہری، ولایت فقیہ، ۱۴۲

۱۷۰۔ سید شریف رضی، نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷۳

۱۷۱۔ استاد محسن قرأتی۔ مکتب رسول بحث ولایت فقیہ محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی صہ ۴۶ فضل العلم، حدیث ۵

۱۷۲۔ سید رضی، نہج البلاغہ، خط ۵۳، الی مالک بن حارث اشتر نخعی

۱۷۳۔ عبدالحسین دست غیب، گناہان کبیرا، جلد ۳، صہ ۲۲۱

۱۷۴۔ وحدت اسلامی، شمارہ ۱۱۰، جولائی سنہ ۱۹۹۴ء، صہ ۳

۱۷۵۔ احمد بن حسین، سنن بیہقی، جلد ۱۰، صہ ۱۱۸، کتاب آداب القاضی

۱۷۶۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم، جلد ۳، صہ ۱۸۵۶

۱۷۷۔ شیخ محمد حر عاملی، وسائل، جلد ۱۸، صہ ۹۵، باب ۱۰، صفات القاضی، حدیث ۲۰

۱۷۸۔ محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، باب فضل العقل، حدیث ۲۸، باب ۱۶، صہ ۵۰، اردو

۱۷۔ سید رضی، نہج البلاغہ، خط ۶۲

۱۸۔ محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، باب فی فضل الامام، صہ ۱۵۴

۱۸۔ حبیب اللہ طاہری، ولایت فقیہ، صہ ۱۴۲

۱۸۔ پارہ ۱۳، سورۃ رعد، آیت ۱۹، تفسیر المعین، طباعت بیروت، ہذہ الآیات

۱۸۱۔ تفسیر المعین۔ آیت المزکورہ، طباعت ۲، بیروت، اصول کافی، جلد اول صہ ۱۵

☆☆☆

فتویٰ کے لحاظ سے ولایت فقیہ کے متعلق نظریات

(الف) فتویٰ کے لحاظ سے فقیہ کی حکومت کو کن علماء نے تسلیم کیا ہے؟

نمونہ کے طور پر ان علماء کے نظریات اور کلمات کو زیر بیان لکھتے ہیں جنہوں نے فقیہ کے حاکم ہونے کو تسلیم کیا ہے کیوں کہ ان کے نظریات سے باخبر ہونے کے بعد اس نظریے میں زیادہ توانائی پیدا ہوگی۔ بالخصوص اس سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ والی میں اجتہاد کا معتبر ہونا ایسی چیز نہیں ہے۔ جس کو متاخرین نے بیان کیا ہے لیکن تمام ادوار میں اہل علم وفقہ کے درمیان مشہور تھی بس اس کو بیان کرتے ہیں۔

ا۔ ابوعلی حسن بن عبداللہ ابن سینا ۹۸۰ء ۱۰۳۷ء

شیخ الرئیس ابن سینا کتاب الشفاء الہیات کے آخر میں اس فصل میں کہتے ہیں کہ جس کو خلیفہ اور امام کی بحث کے لئے مخصوص کیا ہے ''تو پھر واجب ہے کہ سنت وطریقے اس کی اطاعت فرض کرے۔ خلیفہ اس وقت تک نہ بنایا جائے جب تک اس کی طرف سے یا اہل سبقت کے اجتماع سے جمہور کے سامنے اس کا ظاہری اعلان کریں کہ'' سیاست میں مستقل ہے۔

صاحب عقل، شجاعت، عفت اور حس تدبیر وغیر جواخلاق شریفہ ہیں ان میں موجود ہوں وہ شریعت کا ایسا عارف ہے کہ اس جتنا کوئی بھی عارف نہیں یہ ان واضح اور ظاہر اعلان ہو کہ جس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو اور تمام لوگوں کا اس پر اتفاق ہو۔ وہ اس پر سخت قرار دے کہ جب وہ آپس میں اختلاف کریں یا ذاتی خواہشات

سے آپس میں جھگڑا کریں یا وہ اس کے غیر پر اتفاق کریں جس میں اس کا حق اور فضیلت ہو تو وہ اللہ سے منکر ہو کر کافر ہو جائے گا کیوں کہ جو مخالفت (ظاہر ثبوت) کے ذریعے ہو تو وہ درست ہے اس لیے کہ وہ چیز جدا ہونے، جھگڑے اور اختلاف سے بچاتی ہے۔ا

۲۔ابونصر محمد فارابی ۹۴۱ء۔۲

فارابی نے رئیس اعلیٰ کے نظریے کو اہمیت دی ہے جو کہ حکم اور ارادے کرنے کا متولی اور سرپرست ہو انہوں نے یہ تجویز دی ہے کہ ایک ہی شخص حکومت کرے جس پر کوئی رئیس حاکم نہ ہو یہ اس کو اضافی شہر کا پہلا رئیس اور ساری معمور آباد دنیا کو رئیس کا نام دیتے ہیں موصوف نے اس کی تمام صفات جو بیان کی ہیں وہ ہیں۔

حکیم و دانا، توانا جسم، مضبوط ارادہ بہترین سمجھ اور سوچ، نہایت پاک، عابد اور علم سے محبت کرنے والا ہو۔ اور اس کے راستے میں تھکا دینے والی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہو۔

جسمانی لذت میں حریص نہ ہو۔ سچائی کو دوست رکھتا ہو، کریم النفس اور عادل ہو لوگوں کو اپنی ذات اور گھر والوں کے مقابلے میں بھی انصاف دے۔ شجاع، بہادر اور ثابت قدم ہو۔

فارابی نے ان شرائط کے ذکر کے بعد اس کی تحقیق کی اور کہا کہ ان تمام شرائط کا ایک شخص میں جمع ہونا بہت کم ہے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی ایک قسم کے شخص میں جمع ہیں تو وہی رئیس ہے جس میں مندرجہ بالا صفات میں سے اکثر موجود ہوں۔

لیکن اگر ایسے دو شخص ہیں جس میں ایک حکیم اور دانا ہو اور دوسرے میں باقی

صفات ہوں تو اس میں دونوں کو ایک طریقہ سے رئیس بنایا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی مدد کرے گا۔ جب صفات دو اشخاص سے زیادہ میں موجود ہوں اور وہ ایک دوسرے سے مناسب میل جول رکھتے ہوں تو وہ رئیس ہو سکتے ہیں۔

فارابی کا نظریہ ہے کہ رئیس اعلیٰ کی اہم ترین صفت حکمت ہے جب وہ صفّت کسی میں بھی نہ ہو تو وہ پورا شہر رئیس کے بغیر رہ جائے گا یہ چیز ہلاکت تک پہنچاتی ہے۔۳

۳۔امام احمد بن حنبل

امامِ حنبل سے کچھ الفاظ کی روایت ہوئی ہیں جو عدالت علم اور فضیلت کے معتبر ہونے کے حق میں نہیں ہیں۔ انہوں نے عبدوس بن مالک بن قحطان کی روایات میں کہا ہے کہ جو شخص تلوار کے ذریعے سے لوگوں پر خلیفہ بن جائے اسے امیر المومنین کا نام دیا جائے تو جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اس کے لے جائز نہیں ہے کہ وہ امام کے بغیر رات گذارے اگر وہ اچھا ہو یا خراب، فاسق ہو یا فاجر وہ امیر المومنین ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مروزی کی روایت میں ہے اگر امیر شراب پیئے، مال غنیمت میں خیانت کرنے میں مشہور ہو تب بھی اس کی معیت میں جنگ کرنی چاہیئے کیوں کہ وہ اس کا نفسی اور ذاتی فعل ہے جس کا آخرت میں وہ خود جوابدہ ہوگا۔

یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ احمد بن حنبل سے سنا گیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص برحق امام کے مقابلے میں بغاوت کرے وہ سب سے بڑا باغی ہے۔ مسلمانوں پر اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔

فرض کیجیئے اگر اس کا غلبہ ہو جائے تو وہ حاکم وہاں جائے گا تو اس کی اطاعت

واجب ہو جائے گی تو پھر اس کی حمایت کرنا اس کا دفاع کرنا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہو جائے گا اگر چہ وہ افسق الفاسقین (سب فاسقوں سے زیادہ بدکار) یا ظالم سرکش کیوں نہ ہو۔[۴]

۴۔ ابی منصور حسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی

علامہ نے ''تذکرہ'' میں باغیوں سے جنگ کرنے کی فصل میں کہا ہے کہ امام میں چند امور شرط ہیں۔

۱۔ مکلّف: عاقل و بالغ ہو کیوں کہ اس کے سوا دوسرا جو خود دوسرے کی ولایت (حکومت) میں ہے تو وہ اس امت کا ولی بن سکتا ہے۔

۲۔ مسلمان: مسلمانوں کی مصلحت کا خیال رکھے اس کی بات پر یقین اور مضبوطی حاصل ہو اور اس کی طرف رجوع کرنا صحیح ہو۔

۳۔ آزاد ہو۔

۴۔ مرد ہو، بہادر ہو اس کا اثر اور دبدبہ ہو مردوں سے میل جول رکھے۔

۵۔ عادل ہو: کسی پر ظلم نہ کرے۔

۶۔ عالم: تا کہ احکام کو جان سکے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے سکے۔

۷۔ شجاع اور جفاکش: خود جنگ کر سکے اور لشکر کی کمان کر سکے۔

۸۔ صاحب نظریہ اور صاحب کفایہ۔

۹۔ قوت سامعہ، باصرہ اور ادراک رکھتا ہو: اس کے سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوت صحیح ہو تا کہ احکام کا فیصلہ کر سکے۔ ان شرائط میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

۱۰۔ صحیح الاعضا: مثلاً ہاتھ، پاؤں، کان وغیرہ، سب محققین اعضاء کی سلامتی کی

شرائط پر متفق ہیں۔

شافعی کے دو اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ ''وہ قریش میں سے ہو کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

الائمته من قریش. ۵

آئمہ قریش سے ہوں گے

۵۔ قاضی ابوبکر باقلانی

علامہ عبدالحسین امینی نے اپنی کتاب ''الغدیر'' میں لکھا ہے کہ باقلانی نے التمھید صفحہ ۸ میں کہا ہے (باب امام کی تعریف میں گفتگو جس کے لئے منصف امام لازمی ہے)

''اگر کوئی پوچھنے والا پوچھے کہ تمہارے نزدیک امام کی کونسی صفات ہیں تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ امام کے لئے واجب ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔

۱۔ خالص قریش ہو۔

۲۔ علم کی اس منزل پر فائز ہو کہ قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳۔ معاملات جنگ، لشکروں کی تدبیروں تنظیم، سرحدوں کی نگرانی، اسلام کی سرحدوں کی حفاظت و دفاع اُمت کی حفاظت، ظالم سے مظلوم کا بدلہ لینا اور دوسرے امور میں بالبصیرت ہو جو امت کے مصالح سے تعلق رکھتے ہیں۔

۴۔ ایسا ہو جسے حدود کے قائم کرنے میں نرمی اور مصلحت نہ روک سکے یعنی گردن اڑانے اور اعضاء کاٹنے میں اس کو سستی نہ ہو۔

۵۔علم اور اس کی باقی صفات میں مثالی نمونہ ہو۔ جس میں ایک دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے۔

۶۔اگر افضل کو نصب کرنے میں کوئی چیز روکتی ہو تو مفضول کو نصب کرنا جائز ہے اور اس کی صفات میں معصوم ہونا غیب کا علم، پوری امت میں شجاع ہونا شرط نہیں ہے اس کے لئے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ صرف بنی ہاشم سے ہو یا قریش کے کسی قبیلے سے ہو۔ ۶

۶۔قاضی عضد الدین الایجی وشریف جرجانی

الایجی نے مواقف میں اور شریف جرجانی نے اس کی شرح میں، شرح کو متن سے ملاتے ہوئے کہا ہے۔

امام کی شرائط میں دوسرا مقصد یہ ہے کہ ''جمہور'' اس نظریے پر ہے کہ امامت کا اہل اور مستحق وہ ہے جو اصول اور فروع میں مجتہد ہوتا کہ وہ امور دین میں قیام کر سکے۔ حق و دلائل کی طاقت رکھتا ہو عقائد دین میں شک کو حل کر سکے جو کہ نوازل اور احکام میں نص اور استنباط (حکم کا طلب کرنا) سے فتویٰ دینے میں مستقل ہو، کیوں کہ امارت کا اہم ترین مقصد عقائد کی حفاظت ہے مقدمات کے فیصلے کرنا اور جھگڑے کو ختم کرنا ہے یہ امور اس شرط کے بغیر قطعاً نامکمل ہیں۔

صاحب نظریہ ہو، جنگ و صلح کی تدبیر، لشکروں کی تربیت، سرحدوں کی حفاظت کے سلسلے میں بابصیرت ہو، امور مملکت قائم کر سکے، شجاع اور مضبوط دل ہو، مرکز کی حفاظت کرنے کی طاقت و توانائی رکھتا ہو، اسلام کی حفاظت کے لئے جنگوں میں ثابت قدم ہو حدود کے اجرا اور قائم کرنے اور گردن کاٹنے میں اسے خوف محسوس نہ ہوتا ہو۔ ۷

مذکورہ صفات کا حامل شخص، قاضی عضد الدین اور شریف جرجانی کے نزدیک حکومت کی باگیں لیکر اقتدار اعلیٰ کی منزل تک پہنچ سکے گا۔

اگر قاضی اور جرجانی کے نظریات پر تبصرہ کیا جائے تو نتیجتاً یہ نکلے گا کہ ان دونوں محققین نے حاکم کے لے حدود کے قائم کرنے کے لے شجاعت اور مضبوط دل ہونے پر زیادہ زور دیا ہے۔

کیوں کہ ایسی شرائط جب حاکم میں ہوں گی تب وہ لشکر کی کمان سنبھال سکے گا اور حدود کو گنہگاروں پر جاری کر سکے گا۔۸

۹۔عبدالمالک جوینی

یہ امام الحرمین کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''الارشاد'' میں لکھا ہے کہ وہ شرائط جن کا امام میں ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔اجتہاد: اسی طرح مختی ہو کہ واقعات میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو یہ متفق علیہ شرائط ہے۔

۲۔امور کو منظم کرنا اور ان کو نظم وضبط میں رکھنا۔

۳۔لشکروں کے تیار کرنے اور سرحد کی حفاظت کرنے میں مضبوط اور بہادر ہو۔

۴۔ صاحب نظریہ امت کے معاملات میں غور فکر کرنے میں مضبوط اور بہادر ہو۔

۵۔شجاعانہ کام کرے اور ایسی اشیاء کو طبیعت اور مزاج کی کمزوری نہ سمجھے۔

۶۔سزا کے لائق کو قتل کرنے اور سزا دینے میں نہ گھبرائے۔

۷۔ ہمارے اصحاب یعنی ''شافعین'' کے نزدیک ایک شرط اس کا قریش

سے ہونا بھی ذکر کیا ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو آگے رکھو اور ان سے آگے نہ ہونا'' اس شرط میں کچھ افراد نے (انکار) واختلاف کیا ہے۔ میرے نزدیک بھی اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے زیادہ خدا بہتر جانتا ہے۔

امام کی حرّیت، آزادی اور اسلام کی شرط ہونے میں کوئی بھی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ عورت امام یا رہبر نہیں ہو سکتی۔ اگر چہ اس کی شہادت یا گواہی جائز ہے۔ اس میں اس کے قاضی بننے میں اختلاف ہے۔

۱۰۔ جوینی کا تفصیلی نظریہ

انہوں نے اپنی کتاب ''غیاث'' الامم فی تیاث الظلم'' میں لکھا ہے کہ'' حاکم پر واجب ہے کہ ایسے امور میں جس کو سرانجام دے یا نہ دیتا ہو علماء کی طرف رجوع کرے کیوں کہ علماء ہی اسلام/دین کے وارث ہیں اور احکام، اس میں سچی پیروی، اسلام کے اعلانات، وارث نبوت اور امت کے قائد ہیں۔ حقیقت میں وہ ہی حکومت کے مستحق ہیں جب صاحب امر مجتہد ہو تو وہ ہی متبوع ہوگا (اس کی تابعداری کی جائے گی) سب لوگ اس کے پیرو ہوں گے لیکن وہ کسی کا بھی اتباع نہیں کرے گا۔ لیکن اگر زمانے کا حاکم اجتہاد پر فائز نہ ہو تب قائد علماء ہی ہوں گے وہ بادشاہ انکی طاقت، شان وشوکت بنے گا۔ المختصر زیادہ علماء اس مقصد میں کہ جنکا ہم حوالہ دے رہے اسی فرض میں جس میں ہم کوشش کرتے ہیں زمانے کے نبی کی طرح ہیں۔ عالم کے ساتھ حاکم اور سلطان اسی طرح ہے جس طرح نبی کے زمانے میں بادشاہ ہوتا ہے۔ جو اس چیز کی طرف مامور ہوتا ہے۔ اس کو نبی پہنچائے۔۹

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے ولی اللہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے۔
اگر چہ وہ بادشاہ نہ بھی ہو تب بھی غیر مجتہد حاکم پر فضیلت رکھتا ہے۔

۱۱۔ محمد بن عمر نووی شافعی ولادت ۱۸۹۸ع ۱۰

فقیہ، محدث، حافظ اور شافعین کے عظیم علماء میں سے ہیں جن کی بات کو ان کے ہاں زیادہ قدر و قیمت حاصل ہے۔

ان کی کتاب "المنہاج" میں ہے کہ امام کی شرائط میں سے یہ ہیں کہ وہ مسلم، مکلّف، آزاد، مرد، قرشی، مجتہد، شجاع، صاحب نظریہ، سننے دیکھنے اور بولنے کی طاقت (فصاحت و بلاغت) رکھتا ہو۔ بیعت کے ساتھ اس کا انعقاد ہوا ہے۔

بیعت لوگ اس کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ رکھیں۔۱۱

امام کو اپنا جانشین بنانا، مکمل غلبہ حاصل کرنا اور اس طرح یہ بھی صحیح ہے کہ فاسق یا فاجر بھی امام ہو سکتا ہے۔۱۲

ارشاد خداوندی ہے

تعاو نوا علی البر و التقوی ولا تعاو نو عل الاثم و العدوان. ۱۳

ترجمہ: نیکی اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، برائی اور گناہوں کے سلسلے میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

اسی طرح فقیہ بھی نیک کاموں بالخصوص غرباء و مساکین کی مدد، یتیموں کی ہمنوائیاں اور مسافروں کی مدد کرتا ہے۔ اور برائیوں کی روک تھام کے لئے عملی قدم اٹھائے۔

۱۲۔ محمد بن حزم اندلسی کے فرمودات

خلافت قریش میں سے اس شخص کے لیے حلال و جائز ہے جو باپ کی طرف

سے فہر بن مالک کی نسبتی اولاد سے ہو۔۔۱۴

مگر یہ شرط نابالغ پر ساقط ہے۔۱۵

امام کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ گناہِ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہو چھوٹے گناہ بھی اعلانیہ نہ کرتا ہو جو کام اس سے مخصوص ہوں وہ اس کا عالم ہو اور اچھی سیاست رکھتا ہو کیوں کہ وہ اس شخص کا مکلّف اور ذمہ دار ہے البتہ اس میں فضیلت کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کو قرآن وسنت واجب وضروری قرار نہیں دیتے۔۱۶

المختصر: یہ کہ امام یا رہبر احکام قرآن اور سنت رسول پر قائم ہو کیوں کہ یہ چیز ہر چیز کی جامع ہے۔۱۷

اس بارے میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہ ''جو شخص ایسا عمل کرے جس کے بارے میں ہمارا امر اور حکم موجود نہ ہو تو وہ مردود ہے''۔۱۸

مرحوم محدث قمی ''سفینہ الجار'' مادہ ''خلد'' میں نقل کرتا ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالد بن ولید را مامور باخذ صدقات نمود واو را بسوے یک قبائل فرستاد، چوں بین خالد وآن قبیلہ نزاع وتیرگی بود لزا خالد عدہ ای از آنان کشت وامو الشان را گرفت وبدن زن وبچہ آنلر زید ومضطر بشد ندوقتی این خبر پیغمبر رسید رفع یدہ الی السماء وقال الہم انی ابرء الیک مما فعل خالد وبکی) پس از امیر المومنین علی علیہ السلام را فرستادندتا آن قبیلی را راضی کند ودلجوئی کند وعلی بدستور پیمبر عمل نمود''۱۸

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو ایک قبیلے کی طرف عامل بنا کے بھیجا تاکہ ان سے صدقات وصول کریں۔ جبکہ خالد اور اس قبیلے کے درمیان پہلے سے اختلاف موجود تھا۔ اس لیے اُنہوں نے پہلے ان کے ایک گروہ کو

قتل کیا اور ان کے مال کو قبضے میں کیا عورتوں اور بچوں کے اجسام لرزنے لگے پریشان ہوگئے جب یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی تو ''اپنے ہاتھ آسمان کے طرف بلند کیئے اور فرمایا اے میرے پالنے والے میں خالد کے اس عمل سے بیزار ہوں اور رونے لگے۔

اسی قبیلے کی طرف پھر حضرت علی ع‌ہ کو بھیجا تا کہ ان کو راضی کریں اور ان کی دل جوئی کریں بس حضرت علی ع‌ہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔

اسی طرح حضرت علی ع‌ہ نے جو حکومت کی اسی مختصر عرصے میں (۵ سال) کتنے ہی متعہد شخصیتوں نے آپ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کیا۔ مگر وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نے انہیں معزول نہیں کیا مگر ان کی طرف تنبیہی ہدایات جاری کیں۔

جس طرح مشہور واقعہ ہے کہ امام کے دور حکومت میں آپ کے نامزد کیئے گئے بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف جب ایک ایسی دعوت میں گئے جس میں فقراء اور مساکین کو محروم رکھا گیا تھا اور امراء کو مدعو کیا گیا۔ جب آپ کو یہ پتہ چلا تو گورنر کی طرف عتاب آمیز خط لکھا جس کا سرنامہ کلام یہ تھا کہ۔

''مجھے گمان ہی نہیں تھا کہ میرا گورنر ایک ایسی دعوت میں جائے گا جس میں تجھے غور فکر کرنا چاہیے، ان لقموں پر جو تم کھا رہے تھے کیا یہ حلال کے تھے'' ۲۰

ایسے فقیہ عالیقدر کے فرامین تمام خلفاء کے لئے مشعل راہ ہیں اور عملی نمونہ ہیں اس سے یہ ہدایت حکام کو ملتی ہے کہ وہ اپنے کارندے ایسے رکھیں جن کی شخصی، اجتماعی،

سیاسی اور ثقافتی زندگی میں خودخواہی، ریاکاری اور خودنمائی کا عمل دخل نہ ہو۔

ایسے تنبیہی خطوط میں سے وہ خط بھی ہے جو اپنے شاگرد خاص، چچازاد بھائی، با اعتماد عالم حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف لکھا۔ جب آپ کو یہ پتا چلا کہ اس نے بیت المال کی کچھ رقم اپنے ذاتی اور شخصی استعمال میں خرچ کی ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تمام تنبیہی ہدایات میں حضرت علی علیہ اسلام نے انہیں احساس دلانے کے لیے ان کی تعریف کی ہے اور انہیں ان کے مقام اور منصب کے فرائض سے باخبر کیا ہے۔ جو الفاظ اپنے چچازاد اور بھائی ابن عباس کی طرف لکھے وہ یہ ہیں۔

"تم سے زیادہ مضبوط میرے اہل میں دوسرا کوئی شخص نہیں ہے" ۲۱

لغات قرآن میں "اہل" سے مراد چچازاد بھائی بھی لیا جاتا ہے اور خاندان کے ایسے افراد جو صاحب علم ہوں۔ ابن عباس چونکہ ایسے معتبر شخص تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کافی احادیث یاد تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت علی کے شاگرد اور قریبی رشتہ دار تھے۔ ایسی صفات کا حامل دوسرا شخص خاندان میں موجود نہیں تھا۔ اسی لیے "اوثق" کے لقب سے انہیں نوازا ہے۔

"ب" انہوں نے کیوں تسلیم کیا ہے، ان کے قبول کرنے کے اسباب ان علماء کے دلائل جو عام طور پر حکومت فقیہ کے قائل ہیں۔

۱۔ تمام اوقات میں حکومت کے لیے ضروری ہے اور یہ بھی کہ اسے چھوڑنا اسلام کے چھوڑنے کے برابر ہے۔

۲۔ حاکم اسلامی میں آٹھ شرائط معتبر ہیں جو کہ سوا فقیہ جامع الشرائط (ایسا فقیہ

جس میں تمام شرائط موجود ہوں ایک بھی فاقد نہ ہو) دوسرے کسی میں بھی موجود نہیں ہیں۔

۳۔ ولایت یا حکومت کسی ایک عام آدمی کی طرف سے نصب ہونے یا امت کے طرف سے انتخاب کے سوا منعقد نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح اس کا بیان آگے آئے گا۔ اور یہ انتخاب نصب بنانے کی طول میں ہے اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں ہے۔

۴۔ امیر المومنین علیہ السلام اور آپ کی اولاد سے معصومین علیہم السلام مہدی آخر الزماں تک جن کا نصب ہمارے نزدیک قطعی دلیل ہے ثابت ہے لہذا ان کے زمانے میں دوسرے کسی کو بھی حاکم بنانے کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔

۵۔ ہمارے اصحاب اور اساتذہ سے ظاہر یہ ہے کہ فقہاء غیبت کے زمانے میں عمومی انتخاب سے منتخب ہیں اس کے لیے وہ بالفعل حاکم ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی بنیاد آئمہ معصومین علیہم اسلام کیطرف سے منصوب ہونی چاہے، ہم اجمالی طور پے جان چکے ہیں۔ کہ یہ چیز دلیل چیز کے اجمال کے ساتھ قائم کرنے کے لیے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ نوبت انتخاب تک پہنچ جاتی ہے اب وہ دلائل پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے علماء کرام نے فقیہ کی حکومت کو ضروری تسلیم کیا ہے۔

۱۔ مقبولہ عمر بن حنظلہ

محمد بن یعقوب کلینی نے محمد بن یحیٰ سے محمد بن حسین محمد بن عیسیٰ سے عیسیٰ صفوان سے صفوان یحیٰ داؤد بن حسن سے اور انہوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ اپنے اصحاب سے

دوسروں کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو کیا جائز ہے کہ فیصلہ غیر اسلامی حکومت سے کرایا جائے؟

آپ نے فرمایا ''جو شخص ان سے حق کا اختلاف یا باطل کا جھگڑا اور اپنا مقدمہ لیجائے تو اس نے اپنا فیصلہ طاغوت سے کرایا اور جو کچھ وہ اس کے حق میں کرے اور جو کچھ وہ لے حرام ہے۔ اگر چہ وہ اس کا حق کیوں نہ ہو اس لیے (حرام) ہے کیوں کہ اس نے وہ مال طاغوت کے حکم سے لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ

فمن یکفر بالطاغوت ویو من باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لن فصام لھا. ۲۲

ترجمہ: جس نے طاغوت سے منہ پھیرا اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسی رسی کو پکڑا جو کبھی نہ ٹوٹ سکے گی۔

یریدون ان یتحا کمو الی الطاغوت وقد امرو ان یکفرو بہ. ۲۳

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کی طرف لے جائیں جبکہ انہیں اس سے روکا گیا ہے۔

عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا پھر وہ دونوں کیا کریں۔

آپ عہ نے فرمایا

قال ثم لینظر والیٰ من کان منکم رویٰ احدیثنا و نظرفی حلالنا و حرامنا و عرف احکامنا فلیر ضوبہ حکمہ لانی قد جعلتہ علیکم حاکماً فاذا حکم بحکمنا فلم یقبل منہ فانما استخف بحکم اللہ الرد علیھم کراد علینا الرد علینا کالرد علی اللہ الرد علی اللہ فقد کفرو

هو حد الشرک باللہ. ۲۴

ترجمہ: وہ غور وفکر کے ذریعے دیکھیں تم میں سے جس نے ہماری احادیث کو بیان کیا ہو ہمارے حلال وحرام پر غور وفکر کیا ہو اور ہمارے احکام کو پہنچانا ہو تو انہیں اس کے حکم اور فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔

کیوں کہ اس کو میں نے آپ پر حاکم بنایا ہے پھر وہ جب ہمارے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے گویا اس نے اللہ کے حکم کو ہلکا سمجھا انہیں رد کرنا ہمیں ٹھکرانا ہے اور جس نے ہمیں چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا اور جس نے خدا کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا اور یہ ہی شرک کی حد ہے۔ اسی قسم کا شرک، شرک در اطاعت خدا میں شامل ہے کیوں کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم. ۲۵

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحب امر کی۔

مذکورہ آیت میں تیسری مرتبہ اطیعو کا فعل امر نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اولی امر کی اطاعت بعینہی رسول کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت کے بارے میں ارشاد ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ. ۲۶

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا کہ خدا کی اطاعت کی مذکورہ حدیث کو شیخ محمد بن حسن طوسی نے ''تہذیب الاحکام'' میں دو جگہوں پر روایت کیا ہے۔ ۲۷

ایک سند محمد بن یحیٰ، محمد بن حسن بن شمعون اور محمد بن عیسیٰ کی ہے اور اصحاب نے اس کو قبول کیا ہے یہاں تک کہ یہ مقبول، کے نام سے مشہور ہے صفوان یحیٰ جو اصحاب اجماع میں سے ہیں۔ جن کے بارے میں شیخ سے ''عدۃ'' میں منقول ہے کہ وہ ثقہ سے روایت ہے۔

ظاہر خلاصہ یہ ہے کہ اس خبر مین سند کے لحاظ سے کوئی بھی نقص نہیں ہے جب کہ محمد بن عیسیٰ اور داؤد بن حیصن میں کتنے ہی مناقشات واقع ہوئے ہیں باقی رہے محمد بن عیسیٰ تو ''تنقیح المقال'' عبداللہ مقانی کی کتاب میں اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

ا۔ وہ ضعیف ہے اس کی ایک جماعت نے وضاحت کی ہے جن میں سے ایک محمد بن حسن طوسی ہے ''فہرست'' میں اس نے لکھا ہے کہ محمد بن عیسیٰ یقینی ضعیف ہے ابو جعفر علی بن بابویہ نوادر الحکمہ کی رجال میں اس سے علیحدہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ جس سے مخصوص ہے روایت نہیں کرتا یہ غالیوں کے مذہب کی طرف جاتا ہے۔

۲۔ دوسرا یہ قول ہے۔

وہ معتبر ہے ''نجاشی'' نے اس کی وضاحت کی ہے اور کہا ہے کہ ہمارے صحابہ میں سے جلیل ثقہ اور عین ہے اور زیادہ روایت اس سے ہوئی ہیں اور بہترین تصانیف اس نے کی ہیں۔

ابو جعفر ثانی (حضرت امام محمد تقی ؑ سے تحریر اور بالمشافہ روایتیں کی ہیں اور کشی میں کہا ہے قیتبہ کہتا ہے کہ فضل بن شاذان عبیدی کو دوست رکھتا ہے مزوری کہتا ہے وہ

اس کے ہم جماعت اور ہم عمر میں کوئی اس جیسا نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں باقی رہا ابن بابویہ کا استثنا تو اس کے نزدیک مستثنیٰ وہ روایت ہے جو محمد بن عیسیٰ نے یونس سے کی ہے اس بنیاد پر صحیح نہیں ہے کہ اس کے بارے میں ضعف اور کمزوری کا عقیدہ ہے کیوں کہ یونس کو حاصل کرنا درک کرنے میں اشکال ہے کیوں کہ اس کی طرف غلو کی نسبت دی گئی ہے یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس زمانے میں یہ نسبت عام تھی۔

کیوں کہ جس طرح جلیل القدر صحابہ کی طرف بھی ایسی نسبت دی گئی ہے ان کے اس عقیدے کی بناء پر کہ انہوں نے آئمہ معصومین عہ کیلئے عالی مقامات ثابت کئے ہیں جس طرح موجودہ زمانے میں عرفاء اور فلسفیوں کی طرف کفر و زندیق کی نسبت دی گئی تھی یہ مقام اس قسم سے ہے۔ داؤد بن حصین اسدی کے بارے میں "تنقیح المقال" میں ہے۔

شیخ طوسی نے اس کو اپنی رجال میں امام جعفر صادق عہ اور ابوالحسن امام موسیٰ کاظم کے اصحاب میں شامل کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مذہب کی آشنائی رکھتا تھا نجاشی نے کہا ہے وہ کوفی اور ثقہ ہے ابوعبداللہ امام صادق اور موسیٰ کاظم سے روایت کرتا ہے کہ ابوالعباس البعلباق سے محبت رکھتا ہے اس کی ایک کتاب راجع تنقیح المقال بھی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ دونوں باتوں کے بیچ میں کوئی بھی فرق والی بات نہیں ہے کہ ممکن ہے وہ مذہب کی آشنائی کے ساتھ ثقہ بھی ہو۔

باقی رہے عمر بن حنظلہ تو تنقیح المقال میں شیخ نے اس کو کبھی امام محمد باقر عہ کے صحابہ میں اور کبھی امام صادق عہ کے صحابہ میں شمار کیا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ رجال

کی کتب میں اس کے لیے کوئی روایت موجود نہیں ہے لیکن اصول کافی میں اس کی روایت وقت نماز کے باب میں ہے۔

جو علی بن ابراہیم سے محمد بن عیسٰی، یونس سے زید بن خلیفہ سے کی ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ امام صادق ع کی خدمت میں عرض کیا۔

عمر بن حنظلہ ہمارے پاس، آپ سے وقت بارے میں معلومات لے کر آیا ہے۔ امام نے فرمایا کہ "وہ ہم پر جھوٹ نہیں بولتا ہے" ۲۶

تہذیب الاحکام میں جمعرات اور جمعہ کے عمل کے باب میں حسین بن سعید سے فضالہ سے ابان سے اسماعیل جعفی سے عمر بن حنظلہ اور اس نے امام جعفر صادق ع سے جمعہ کے قنوت کے بارے پوچھا آپ نے فرمایا تم ان کی طرف ہمارے قاصد ہو جب تم جماعت سے نماز پڑھو تو قنوت پڑھو۔ ۲۷

ان دو احادیث سے اس کی توثیق ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ان روایات کو قبول کرنے سے پہلے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پہلی روایت کے سلسلہ اسناد میں یزید بن خلیفہ ہے وہ مذہب کی واقفیت رکھتا تھا۔ جس طرح شیخ طوسی نے وضاحت کی ہے۔ ۲۸

ان کا ثقہ ہونا ثابت نہیں ہے دوسری روایت کا راوی خود عمر بن حنظلہ ہے تو اس سے اس کی صداقت کیسے ثابت ہوگی۔ لیکن ائمہ سے انہوں نے کافی روایات نقل کی ہیں۔ اس لیے اُنہیں مضبوط اور مستند راوی سمجھنا چاہیے۔

اس مقام پر چند الفاظ کی وضاحت ضروری ہے جو مخصوص الفاظ "علم الرجال" والے استعمال کرتے ہیں۔

توثیق۔ جس کے معتبر ہونے پر دلائل ہوں۔

ثقہ: جس کی روایات پر اعتبار کیا جائے۔

وثاقت: مضبوط صفت ہے۔

حجت: ایسی دلیل جسے قابل اعتماد سمجھا جائے۔

نص: جس پر ظاہری دلائل موجود ہوں۔

یہ پہلی روایت پیش کی گئی جس کو علم الرجال کی تحقیق سے راویوں کا تجزیہ کیا گیا۔ جس کو علماء قابل اعتماد سمجھتے ہوئے اس نظریے کو قبول کرتے ہیں۔

۲۔ مشہورہ ابوخدیجہ

شیخ نے اپنی ''اسناد'' سے محمد بن علی بن محبوب سے اور انہوں نے احمد بن محمد سے اور انہوں نے حسین بن معید سے، انہوں نے ابوالجہم سے اور انہوں نے ابو خدیجہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ ''ابوعبداللہ امام جعفر صادق ع نے مجھے اپنے اصحاب کیطرف بھیجا اور کہا کہ انہیں کہو کہ جب تمہارے درمیان کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو ہمارے حلال و حرام کو جانتا ہو اس کا حکم مانو کیوں کہ میں نے اس کو (تم پر) قاضی مقرر کیا ہے، اس سے بھی بچو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنا جھگڑا ظالم بادشاہ کی طرف لے جائے۔

''تہذیب الاحکام'' کے دونوں طبع میں اس طرح ہے۔ لیکن وسائل میں ہے۔

۲۹۔۲۳

لانی قد، جعلہ قاضیاً

یہاں پر علیکم یعنی تم پر کے الفاظ کاتب یا خود صاحب وسائل بھول گئے ہیں یا تہذیب کا جو نسخہ حر عاملی نے دیکھا ہوگا اس میں یہ الفاظ نہ ہوں گے۔۳۴

ابی جعفر محمد بن علی بن بابویہ المعروف شیخ صدوق نے اپنی سند سے احمد بن عائذ سے اور اس نے ابو خدیجہ سالم بن مکرومہ جمال سے روایت کی ہے کہ ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی کسی کے خلاف کوئی مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائے لیکن دیکھو تم اپنے میں سے کسی ایسے کو قاضی بناؤ جو ہمارے فرامین میں سے کچھ جانتا ہو کیوں کہ میں نے اسے قاضی بنایا ہے اس کے پاس مقدمہ لے جاؤ۔

اس کی روایت ہے جو محمد بن یعقوب کلینی حسین بن معلّٰی بن محمد وہ حسن بن علی سے اور انہوں نے ابو خدیجہ سے اس طرح روایت کی ہے مگر کہا ہے کہ کوئی چیز ہمارے فیصلے سے اس کو یاد ہو اس کو شیخ نے اپنی اسناد سے حسین بن محمد سے اسی طرح روایت کیا ہے

ابوالجھم بکیر بن اعین کی کنیت ہے۔

ابو فاختہ کی کنیت یہی ہے کہ ان میں سے پہلا ثقہ دوسرا ممدوح اور احمد بن عائذ بھی ثقہ ہے۔٣٦

اشکال اور اعتراض ابو خدیجہ پر ہے۔

نجاشی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے اس لیے کہ وہ ابو عبداللہ اور ابوالحسن سے روایت کرتا ہے۔٣٧

آیات کی تفسیر اور اولی الامر کی معنی

امام علیہ السلام نے مقبولہ عمر بن حنظلہ میں اسی لئے قرآن کا حوالہ دیا ہے اس لئے بہتر ہے کہ آیت اور اس کے فائدے میں بطور مقدمہ کام لیا جائے تا کہ ہم اپنی

اخبار کے بیان کرنے میں بالبصیرت بن جائیں۔

ان اللہ یامر کم ان تو دوا الامانات الی اھلھاو اذا حکمتم بین الناس فاحکمو بالعدل ان اللہ نعما یعظکم ان اللہ کان سمیعا بصیرا!

یاایھا الذین امنوا طیعو اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاخر ذالک خیرو احسن تاویلا

الم ترالی الذین یزعمون انھم امنو بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموالی الطاغوت و قدامروان یکفروبہ ویریدالشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا ۳۸

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اصل مالک تک پہنچاؤ اور جب فیصلہ کروتو عدل سے کرو خدا تمہیں اچھی نصیحت کرتا ہے۔

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو اگر تم کسی چیز میں اختلاف اور تنازع کروتو اسے خدا اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہ اچھا اور بہترین طریقہ ہے۔

کیا تم نے ان کی طرف نہیں دیکھا ہے جو گمان کرتے ہیں جو کچھ تم پر اور تم سے پہلے نازل ہوا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کی طرف لے جائیں جبکہ انہیں اس سے روکا گیا ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں زیادہ گمراہی کی طرف لے جائے۔

مذکورہ آیات مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ

امانات کا لفظ آیات میں عام مفہوم رکھتا ہے۔

مثال کے طور پر لوگوں کا ایک دوسرے کو مال بطور امانت دینا، قرآن اس کے احکام اور یہ ایسی امانتیں ہیں اور ولایت اور حکومت خود ایک امانت ہے سب شامل ہیں۔

قرآن کے بارے میں ارشاد قدرت ہے کہ

انا عرضنا الامانت علی السمآء والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا. ۳۹

ترجمہ: بے شک ہم نے اس امانت کو زمین آسمان اور پہاڑ پر رکھنا چاہا تو سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا لیکن انسان نے اسے اٹھالیا بے شک انسان ظالم اور جاہل تھا۔

اسی طرح ولی کے پاس امامت خدا کی امانت ہے وہ امت کے حقوق کی ادائیگی، ان کے بیچ میں عدل، لطف وکرم، انہیں واجبات دین، شریعت پر آمادہ کرنا، صدقات غنائم بڑھانے اور امامت کی بعد میں آنے والے امام کے حوالے کرنے کیلئے مامور ہیں۔ جب فرض کیا جائے کہ امامت کسی جگہ پر انتخاب کے ساتھ ہے تو لوگوں کے نظریات اور ان کا اس کی بیعت کرنا بھی ولی کے پاس امانت ہے جو اپنے پیچھے اور نتیجے میں ایک بڑی ذمہ داری لاتا ہے۔

اسی طرح اس حکومت پر کوئی اپنی نااہلی کے باوجود بیٹھے گا تو اس نے گویا کہ امانت الٰہی میں خیانت کی۔

خلاصہ:

یہ آیت ایک عام مفہوم پر دلالت کرتی ہے جب کہ اس کے مصداق زیادہ لطیف اور اہم ہیں اور فریقین کے طریقے سے وارد ہونے والی روایتیں اس مقام پر اہم مصادیق کے بیان میں پیش کی گئی ہیں۔ اس لے وہ خصوصیت کا فائدہ نہیں دیتیں۔

حضرت ابو جعفر نے فرمایا نماز، روزہ، زکواۃ حج کا ادا کرنا بھی امانت ہے۔ ۴۰

مجمع البیان میں معصومین علیہم السلام سے روایت ہے کہ دو ایسی آیتیں ہیں جن میں سے ایک ہمارے لیے دوسری تمہارے بارے میں ہے۔

اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اس کے رسول کی اور صاحب امر کی جو تم میں سے ہے۔ تفسیر نور الثقلین میں اصول کافی کے حوالے سے اور اس کی سند سے برید عجلی سے روایات کی ہے اس نے کہا میں نے حضرت ابو جعفر سے اللہ کی اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔

ان اللہ یا مر کم ان تودو الامانت الخہ

آپ عہ نے فرمایا اس سے مراد ہم ہیں پہلا امام وصال کیوقت اسلحہ، کتاب اور علم دوسرے کے حوالے کرے اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل کے مطابق کرو جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اور آیت اطاعت میں بھی اولی امر سے ہماری اطاعت مراد لی گئی ہے تمام مؤمنین کو قیامت تک ہماری اطاعت کا حکم ہے۔ ۴۱

تفسیر درمنثور میں ہے کہ یہ آیت والیان امر کے بارے میں ہے۔ اس کے متعلق جولوگوں کے درمیان ولی بنتا ہے نازل ہوئی ہے (بالخصوص ائمہ معصومین اور بالعموم علماء مراد ہیں) شہر بن حوشب سے روایات ہے اس نے کہا یہ آیت خصوصاً حکام کے بارے میں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ عہ نے فرمایا "امام پر حق ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرے اور امانت دے جب ایسا کرے گا تو لوگوں پر واجب ہے کہ اس کی بات سنیں اور اطاعت کریں اور جب انہیں بلایا جائے تو وہ اس کی دعوت قبول کریں اور لبیک کہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے خط میں ہے جو اشعث بن قیس کی طرف ہے، جب وہ آزربائیجان میں آپ کا گورنر تھا۔

"تیرا عمل اور گورنری تیرا عہدہ نہیں لیکن تیری گردن میں امانت ہے۔ ۴۲

آیت میں امانت کا عدل کی حکومت کی ساتھ آنا اس سے مراد حکومت یقینی امانت ہے لہٰذا عدل کے مطابق حکم دینا ولایت اور اس کے فروع اور امانت کو اس کے اہل کے حوالے کرنے کے برابر ساری بحث امانت کی نسبت سے ہے۔

حکم کے بارے میں راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ اس کی اصل حکم ہے جس کے معنیٰ روکا اس نے اصلاح کے لیے روکنا اس لئے لگام بنائی۔ ۴۳

کسی چیز پر حکم لگانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ فیصلہ کریں یہ چیز ہے یا نہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا اسے لازم قرار دے یا نہیں؟

حکام ایسے اشخاص کو کیا جاتا ہے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں۔

وتدلو بھاالی الحکام

اپنے اختلافات حکام کی طرف لے جاؤ۔ جیسے قرآن میں ہے۔

افغیر اللہ ابتغی حکما ۴۴

یعنی میں خدا کے سوا کسی کو حاکم بناؤں

فابعثو حکما من اھلھو حکما من اھلھا

پس ایک حکم مرد کے خاندان اور ایک عورت کے خاندان کی طرف بھیجو۔

یہاں پر حکم کیا ہے لیکن حکم نہیں کیا ہے۔ اس بات کی تنبیہ کرتے یہ کہا ہے، کہ حکمین کی شرط یہ ہے کہ وہ اس کے خلاف یا اس کے حق میں جس کو وہ صحیح سمجھیں اس کی طرف لوٹے بغیر اس کا حکم کریں۔

حکم کا فاعل حاکم ہے اگر اس کو باب شرف یشرف میں لے جائیں تو اس کا فاعل حکیم ہوگا جو ظلم سے روکتا ہے۔

لگام کو حکمۃ الدابۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حیوان کو روکتا ہے۔

حکمت ایسی صفت ہے اور وہ جہالت سے روکتی ہے۔

مثال کے طور پر: حکم فلاں کذا اس نے اس معاملے میں روکا، جب اس کا معاملہ اس پر سپرد کیا جائے گا تو کہا جائے گا۔ ۴۶

نہایہ میں ہے اللہ کے ناموں میں حکم اور حکیم دونوں حاکم کے معنی میں ہیں اور وہ قاضی کا نام ہے۔

حکیم جو شخص (اشیاء کو محکم) متقن اور پختہ بنائے احکمت فلاں میں نے فلاں کو روکا۔

اسی لئے والی کا نام حکیم رکھا گیا ہے وہ ظلم سے روکتا ہے۔ ۴۷

لسان العرب میں ہے حاکم جس کی حکومت نافذ ہے اس کی جمع حکام ہے۔

کتاب وسنت کے تتبع (چھان بین) سے تم پر ظاہر ہوگا کہ حکم، حکومت، حکام اور زیادہ تر قاضی کے لیے استعمال ہوا ہے تو کبھی والی کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔

پہلے معنی میں اللہ تعالیٰ کا قول

وتدلو بھاالی الحکام لتا کلو فریقا من اموال الناس بالاثم ۴۸

ترجمہ: تم اپنے اختلاف حکام کے (قضاء) پاس لے جاتے ہو جیسے لوگوں کے ... کا کچھ حصہ گناہ سے کھاؤ۔

ابن فضال سے (ابوالحسن ثانی) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے خط سے اس آیت کی تفسیر میں نقل ہوا ہے کہ یہاں حکام سے مراد قاضی ہیں۔ ۴۹

اسی طرح اللہ پاک کا قول ہے،

واذا حکمتم بین الناس فاحکمو بالعدل ۵۰

ترجمہ: جب تم لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل سے کرو۔

حضرت امام جعفر صادق ع کا ارشاد سلیمان بن خالد کی خبر میں ہے "حکومت سے بچو کیوں کہ وہ امام کے لیے ہے جو فیصلہ کے عالم میں مسلمانوں میں عدل کرنیوالے نبی یا نبی کا وارث ہے۔ ۵۱

اولی الامر میں تین احتمال ہیں۔

۱۔اس سے مراد مطلقاً تمام امراء اور حکام ہیں جیسے عن ابو ہریرہ ہذاالامراء منکم۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ تم میں سے جو بھی حکام مراد ہیں۔ ۵۲

۲۔اس سے مراد صرف آئمہ معصومین ہیں جن کے لیے کافی روایات آئی ہ
جن کے لیے شرعاً یہ حق ثابت ہے کہ اصل ان کی اطاعت ثابت ہے۔

۳۔حق امر اور حکم صرف امام معصوم پر منحصر نہیں ہے لیکن اسی شخص کے لیے ثابہ
ہے جس کے نصب یا انتخاب کے ذریعے شرعی حکومت ثابت ہو۔

مثال: حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت واجب ہے اسی طرح ان کی طرف۔
منصوب افراد کی اطاعت بھی واجب ہے۔

مثال: مالک بن حارث اشتر نخعی وغیرہ۔

شیخ اعظم مرتضیٰ انصاری نے اپنی کتاب میں ''اس عنوان سے ظاہر وہ شخص م
ہے جس کی طرف عام احکام میں رجوع کرنا واجب ہے جو کہ شریعت میں کسی خا
شخص پر نہیں رکھے گئے ہیں۔

یہ ضروری حکم اس شرط سے ہوگا کہ خدا کی نافرمانی نہ ہو۔ کیوں کہ ولی ا
گناہ کا حکم دینے کا حق نہیں ہے اسی لیے ذکر کیا گیا ہے اس کا مستحق فقیہ جا
الشرائط ہوگا۔

اس آیت کا آئمہ معصومین علیہم السلام سے مخصوص ہونے میں جو کچھ وارد
ہے ان سے آئمہ باطل کے بارے میں اضافی مراد ہے جو ایسی چیز کا دعویٰ کر
رہے جو ان کے لیے نہیں تھی اسی قسم کی خصوصیت صرف حقیقی مصداق تک م
نہیں ہے۔

کسی بھی شخص کی حکومت اسی وقت تک لازم نہیں ہوسکتی جب تک ا
اطاعت فرض نہ ہو۔ اگر چہ وہ محدود کیوں نہ ہو جبکہ کسی عہدہ دینے کا مقصد اطاعت

تسلیم کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔

اگر آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ان کی اطاعت معصوم کی اطاعت ہے کیوں کہ یہ اس کی طرف منسوب ہے یا اس کے طریقے کو برقرار رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ ورسولہ. ۵۳

ترجمہ: پھر تم اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو اللہ یا اس کے رسول کی طرف لے جاؤ۔

اس آیت میں مخاطب وہ مومن ہیں جن کو آیت کی ابتدا میں بلایا گیا ہے اس میں ظاہر وہ اختلاف ہے جو ان کے آپس میں ایک دوسرے سے نہیں بلکہ ان کے اور ولی کے درمیان ہے۔

جیسے کچھ علماء کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ برید عجلی کی روایت ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کی یہ تفسیر امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانے میں بھی شائع تھی۔ آپ اس کو رد کرنے کی کوشش میں تھے۔ اور آپ نے فرمایا کس خدا نے ان کو والیان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور پھر انہیں ان سے اختلاف کی اجازت بھی دی ہے لیکن یہ حکم ان معصومین کو دیا گیا ہے جنہیں کہا گیا ہے۔ ۴۷

خداوند متعال نے ان پر فرض کیا ہے کہ اپنے اختلافات اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جائیں۔ جو اپنے مقدمات طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ خدا کے حکم کے سوا کسی حکم کو اس عمل پر تطبیق کریں اور شرعی قرار دیں۔ ولایت کو اسی وقت تک عمل میں لانے کے کوئی معنی نہیں ہیں جب تک اللہ کے

حکم کو نافذ کیا جائے نہ کہ کسی دوسرے حکم کی تشریع کی جائے۔

آیت کی ابتداء میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ وہ باقی کے لیے تمہید ہے۔ بس ہوگا کہ اللہ اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت فرض ہے۔

اس لیے ان کے تمام اختلافات کا مرجع وہی ہوں گے نہ کہ طاغوت او حکام جن کی طرف وہ مقدمہ لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

الم تر الی الذین یزعمون.... الخہ

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ہے کہ ایک یہودی اور منافق درمیان اختلاف تھا یہودی نے کہا میں اپنا مقدمہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لے جاؤں گا۔

کیوں کہ وہ سمجھتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ رشوت قبول کرتے ہیں نہ فیصلے میں ظلم کرتے ہیں۔ لیکن منافق نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کعب اشرف حاکم ہے (کیوں کہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ رشوت لے گا)

اسی واقعے پر مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا۔

خلاصہ

طاغوت، فعلون کے وزن پر مبالغہ ہے۔

مذکورہ تینوں آیات میں عدل کا حکم تھا۔ فیصلے میں ہے تیسری آیت کی مراد قضاوت ہے جیسے دوسری آیت میں بھی مزکورہ تنازعے کی نسبت قضاوت ہے۔

واضح رہے کہ خود قضاوت امام ولایت کی قسم نہیں ہے لیکن وہ امامت کی شاخ میں سے ہے۔ اور کافی جگہوں پر خود امام اس سے متصف ہوتا ہے۔

اس لیے قضاء کا اس صفت سے آراستہ ہونا بھی اس لیے ہے کہ وہ امام کی طرف سے متصف ہوتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ولایت اور امامت کی بنیاد پر فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح حضرت علی عہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ،

اقضکم علی

تم میں سے بہترین فیصلہ کرنے والے علی عہ ہیں کیوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح فیصلہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت داؤد کو خطاب ہے۔

یاداؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ.

ترجمہ: اے داؤد بے شک ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لوگوں کے درمیان حق سے فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ تم خدا کے راستے سے دور ہو جاؤ گے۔ مطلب تینوں آیتیں عنوان کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مربوط ہیں پہلی آیت میں امانت کی تفسیر امامت وولایت ہے اور عدل کا حکم اس کی فرع ہے۔

دوسری آیت میں رسول اور معصوم امام کی اطاعت ہے اور اس کی فرع اللہ اور رسول کی طرف مقدمہ لے جانا ہے۔ اس لیے اجتماع یہ ہے کہ آیت میں تنازع سے مراد عام حکم کلی اور موضوع میں بھی جو قضاوت سے منسلک ہو۔

تیسری آیت میں طاغوت مبالغے کا صیغہ ہے اس لیے وہ ظالم حاکم میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے قاضی قاضی ہے کہ اس میں کوئی طاقت وقوت نہیں کہ وہ سرکشی یا کسی قسم کی نافرمانی کرے اگر وہ سرکشی یا طغیانی کرے تو والی یا اس کے لشکر پر اعتماد کرسکتا ہے۔

مجمع البیان میں پہلے آیت کی تفسیر میں ہے کہ جب اللہ نے اولی الامر کو حکومت کرنے، عدل کرنے اور مسلمان کو اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے تو اس کو منافقین کے ذکر سے ملایا ہے۔۵۵

مقبولہ عمر بن حنظلہ کی روایت کے متعلق آیت اللہ خامنہ ئی کا نظریہ

راوی کا کہنا ہے کہ ان کا میراث کے سلسلے میں باہمی اختلاف تھا اس لیے وہ اپنا فیصلہ قضاء کی طرف لے گئے اس میں شک نہیں ہے کہ کہ اس اختلاف میں وہ سب کچھ شامل ہے جس میں قاضی کی طرف رجوع کیا جائے۔

مثال: کوئی دعویٰ کرے کہ فلاں مقروض ہے یا وارث اور دوسری طرف کا انکار جو مقدمہ لے جانے میں گواہ قائم کرنے کا قسم سبب ہے۔

وہ اختلافات جن میں حکام کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اس اختلاف کی طرح ہیں جو دوسرے آدمیوں کے درمیاں قرض ادا نہ کرنے یا میراث نہ ملنے کی صورت میں ہو جب یہ ثابت اور معلوم کیا جائے تو اس میں صرف طاقت اور قوت کے کام میں لانے کی ضرورت ہے۔تو اس کے مرجع حکام ہیں۔

اگر کوئی ظالم شخص کسی کو قتل کرے جو کسی ایک قبیلے سے تعلق رکھتا ہو اور دونوں قبائل میں اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے طاقت کی بنیاد پر

والیوں کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں ہے۔

امام علیہ السلام کا ارشاد کہ وہ اس کے فیصلے پر راضی رہیں ہر قسم کے اختلاف میں حاکم کا حکم ماننا ہے اگر آپ کے اس قول کے بارے میں گمان یہ ہو کہ حکم کا ماننا موقع سے مخصوص ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہ خصوصی طور پر مراد نہیں ہے۔ لیکن مثال کی وجہ سے اس کا ذکر ہے ورنہ قاضی کی طرف رجوع جو جزماً اور حتماً مراد ہے اس میں تو طرفین کی رضا معتبر ہی نہیں ہے اس سے معلوم ہو کہ آپ کا ارشاد،

لانی قد جعلہ علیکم حاکما

یعنی بے شک فقیہ دونوں اطراف میں حاکم ہیں اس کے علاوہ امام علیہ السلام کا قاضی کے حکم سے بڑھ کر حاکما کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فیصلہ بھی قاضی کے حکم سے تمام ہو۔

مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ امام زندگی، موت، قعود، ہر حال میں امام ہوتا ہے۔ یہ بات عقلاء کے ضروری امور سے ہے کہ حاکم کے بدلنے سے یا حکومت کے طریقے بدلنے سے والی قاضی اور گورنر جو منتخب شدہ ہوتے ہیں معزول نہیں ہوتے ہیں جب تک نیا حاکم انہیں معزول نہ کرے۔ اس مقام پر یہی بات کہنا بھی غیر عقلی ہے کہ امام صادق عہ کے بعد آئمہ علیہم السلام نے اس قول کو منسوخ کر دیا۔

امام اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہو تو اس کو والیوں اور قضاء کے نصب کرنے کا حق ہے اس سلسلے میں وہ مطلقاً آزاد اور صاحب اختیار تھے لیکن وہ ظالم حاکم کے زیر تسلط تھے اس لیے چند افراد کے لیے ولایت کا عہدہ دینا جن کے لیے انقلاب ممکن نہیں ہے با اثر نہیں لیکن قاضی و قائم کرنے کا اثر ہے۔

امام جعفر صادق عہ نے اسی تقرر اور انتخاب جیسے مذہب کی بنیاد رکھی ہے تا کہ فقہا اور مفکرین ان کی دینی مراکز عملی مراکز، ترقی یافتہ لوگوں اور عام لوگوں تک پہنچائیں تا کہ وہ چیز امت کی بیداری اور اس کی توجہ کا سبب بنے۔ ایک یا کتنے ہی افراد کی اسلامی حکومت کی بنیاد کے لیے قیام کا سبب بنے جو غیروں کے ہاتھوں کو اسلامی ممالک سے کاٹ ڈالیں۔۷۶

الهم ارحم خلفائی قیل یا رسول الله منهم قال یا تون من بعدی روی احدیثنا محیا سنتی ۵۷

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خدا میرے خلفاء پر رحم فرما پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟

آپ نے فرمایا میرے بعد آئیں گے میری حدیث اور سنت کو زندہ رکھیں گے۔

اس حدیث کو (المعانی) کے آخر میں علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور اس نے اپنے باپ سے اس نے حسین بن یزید نوفلی سے اس نے علی بن داؤد یعقوبی سے اس نے عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (ایضاً حدیث بالا) ۵۸

امالی میں ہے کہ حسین بن احمد ادریس کہتا ہے کہ میرے پاس حدیث بیان کی محمد بن احمد بن یحیٰی بن عمران اشعری اس نے محمد بن حسان رازی سے اس نے محمد بن علی سے اس نے اپنے آباء واجداد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اسی طرح نقل کی ہے۔۵۹

عیون اخبار رضاعہ میں ابوالحسن محمد بن علی بن عیسیٰ فقیہ مرد نے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ یہی حدیث بیان کی ابو بکر بن، عبداللہ نیشاپوری عبداللہ بن احمد بن عامر، سلیمان طائی اپنے باپ سے اور اس نے امام علی بن موسیٰ رضاعہ سے روایت کی ہے۔ ٦٠

''ج'' نظریہ ولایت فقیہ سے کن علماء نے انکار کیا ہے؟

یہ یقینی امر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے مسئلے میں ہمیں اختیار نہیں دیا ہے اس لیے حضرت علی علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ اس کے بعد یہ منصب فقیہ آئمہ علیہم السلام تک منتقل ہوتا رہا یا بس وہ ہی اجتماعی اور سیاسی معاملات میں حقیقی وارث تھے ان کی طرف رجوع کرنا اور ان کے فیصلے کو اولیت دینا ہر مسلمان کا فرض تھا۔ یہی چیز آئمہ کے اصحاب کرام کے ذہنوں میں مذکور تھی۔

مثال کے طور پر: زرارہ بن اعین اور محمد بن مسلم وغیرہ ایسے اشخاص تھے جو آئمہ علیہم السلام کے اصحاب میں فقیہ تھے اور وہ ان امور میں ائمہ معصومین کے سوا کسی کو مرجع نہیں سمجھتے تھے اور جو بھی معاملہ انہیں درپیش آتا تھا تو ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور جو کچھ امام ان کے لیے فرماتے تھے اس کو تسلیم کرتے تھے اور انہیں دوسری طرف رجوع کرنے کا حق نہ تھا یہی ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ ٦١

نظریہ ولایت فقیہ میں شرائط اور خصوصاً حدود و قتل کے سلسلے میں اکثر علماء کا اختلاف ہے لیکن فقط حکومت ولی فقیہ کے ہاتھ میں ہونے کے سلسلے میں شاذ و نادر ہی علماء کا اختلاف ہے۔

جنہوں نے شرائط میں اختلاف کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ان کا تعین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے ہونا چاہئے۔ عمومی انتخاب کے ذریعے نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے آخر میں یہ ذکر کیا ہے کہ آئمہ علیہم السلام نے ان امور کے لیے یا تو کسی کو مقرر نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے یا کسی عادل فقیہ کے لیے قائم کیا ہے۔ جب پہلی دلیل باطل ہوگی تب دوسری دلیل ثابت ہوگی۔ ٦٢

اس نظریہ سے انکار کا سبب اجتہاد بھی ہے جس کو اختیار کرنا ظن یعنی گمان پر عمل کرنا ہے۔

گمان اس حالت کو کہتے ہیں جس پر شک ہو اور نہ یقین حاصل ہو کیوں کہ یقین کا دوسرا نام علم ہے اور بغیر علم کے اجتہاد باطل ہے لہٰذا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ ظن پر عمل کرنا اجتہاد نہیں ہے اور نہ علم حاصل ہوتا ہے۔

مجتہد وفقیہ

مجتہد عام ہے اور فقیہ خاص ہے جو جس کا ماہر ہو وہ اس کا مجتہد ہے لیکن فقیہ وہ ہے جو خصوصی طور پر دینی علم کا ماہر ہو۔ لہٰذا جن علماء نے فقیہ کا موجودہ زمانے میں انکار کیا ہے وہ اجتہاد کے قائل ضرور ہیں مگر وہ ہر مجتہد کو فقیہ نہیں سمجھتے معصوم کی روایت میں جو نص موجود ہے وہ خالص فقیہ کے لیے ہے کہ وہ تمہارا حاکم ہے۔

محمد بن اسماعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری نے اسی لیے پیغمبر کی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

فایکم یوازرنی علی امری هذا علی ان یکون اخی ووصی و خلیفتی فیکم ٦٣

ترجمہ: تم سے کون ہے جو میری اس کام میں مدد کرے تاکہ میں اسے اپنا بھائی وارث اور خلیفہ بناؤں پیغمبرعہ کی حدیث کو مندرجہ ذیل کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ ۶۴

محمد ابن تیمیہ

اس نے خلافت اور امامت والی اس حدیث سے انکار کیا ہے اور غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ان هذا اخی ووصی و خلیفی فیکم فاسمعوا له واطیعو ۶۵

ترجمہ: بے شک یہ میرا بھائی اور وارث اور تمہارے درمیان خلیفہ ہے پھر اس کی بات سنو اور واطاعت کرو۔ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو غلط قرار دینے کی کوشش کر کے دلائل پیش کئے ہیں جب کہ مذکورہ حدیث کو علامہ حلبی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی زید بن ارقم کے گھر میں روپوش ہونے والے واقعے میں بیان کیا ہے۔

اس حدیث کو مصر کے سوشلسٹ ادیب محمد بن حسین ہیکل نے بھی لکھا ہے اس نے کافی تفصیل کے ساتھ اس حدیث کو لکھا ہے۔ جرجیس انکلزی نے اپنی کتاب (مقالتہ فی الاسلام) میں بھی اس حدیث کو درج کیا ہے جس کو بردستانت کے ملحد نے عربی میں ترجمہ کیا ہے جس نے اپنا نام ہاشم عربی رکھا ہے۔ ۶۶

۴۔ مدقق آمدی

یہ علم حصول میں (استاد الاساتذہ) یعنی استادوں کا استاد ہے اس نے حدیث منزلت میں شک کیا ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک پر جانے کے وقت اس وقت ارشاد فرمائی جب حضرت علی عہ نے جانے کی خواہش کی تو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مالم ترضی یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ ولا کن لانبی بعدی ٦٧

ترجمہ: اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تیری مجھ سے وہ نسبت ہے جیسی ہارون کی موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن میں ہارون کا موسیٰ سے تعلق

جب موسیٰ جارہے تھے اور ہارون قوم میں تھے تو حضرت موسیٰ نے فرمایا

یاھرون اخلفنی فی قومی ٦٨

ترجمہ: اے ہارون تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہے۔

مذکورہ حدیث کے متن میں نہیں مگر اسناد میں علامہ مدقق آمدی کا شک ہے یعنی روایت میں نہیں مگر درایت میں شک ہے ظاہر ہے جب رجال میں شک ہوگا تو حدیث خود مشکوک ہوجائے گی۔٦٩

۵۔تقلید کے بارے میں ابن زہرہ کا کلام

اس کا کہنا ہے کہ فتویٰ لینے والے کے لیے مفتی کی تقلید جائز نہیں ہے کیوں کہ تقلید صحیح نہیں ہے اسی لیے ایک گروہ کا اسی پر اجماع ہے کہ علم اور یقین کے بغیر عمل جائز نہیں۔ یہاں پر کسی کو دلیل قائم کرنے کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے کیوں کہ وہ گروہ اخباریں کا ہے۔

فقیہ کے قول پر عمل کرنے کو جب کہ اس میں خطا موجود ہے یا اس کے قول پر تقلیدی عمل کرنے کا حکم نہیں آیا ہے اگر یہ کہا جائے تو پھر اس کی طرف رجوع کرنے کا

فائدہ جب کہ اس کے قول پر عمل کرنا بھی واجب نہ ہو۔

اس کا جواب یہی ہے کہ اس کی طرف رجوع کرنے میں اس مفتی اور دوسرے علماء کے فتویٰ کا اس شخص کو علم ہو جائیگا اور وہ حکم پر یقین سے عمل کریگا۔ ۷۰

اگر فرض کیا جائے کہ آیات اور روایات عمومی طور پر فقیہ کے قول پر حجت تعبدی (جس کا اتباع قولاً واجب ہو) دلالت کرتی ہیں تو پھر اس سے باخبر ہونا اور دلالت پر تحقیق کرنا ایک شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ ۷۱

۶۔احمد نراقی

اگر اس کی مراد غیر مجتہد سے فیصلے کرانے سے روکنے میں وہ شخص ہے جس نے کسی زندہ یا مردہ مجتہد کی کسی زندہ کے ساتھ تقلید کی کتب سے بغیر مجتہد کے ہونے کے رجوع کیا ہو تو معاملہ اسی طرح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

اگر اس کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کے لیے فیصلے کرنے کی مکمل نفی ہے تو پھر سابقہ اجماع حجت نہیں ہے۔ اور دوسرے دلائل کی کمزوری بھی معلوم ہے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ وہ شخص واقعی اور تفصیل میں مجتہد کے فتوی سے واقف ہو تو وہ اس کے مقلدین سے فریقین کے حق میں اللہ کے حکم کو سمجھنا ہے اسی لیے یہ مقلد فریقین کے بارے میں شارع کے حکم کا عالم اور عارف ہے۔ ۷۲

۷۔سید محمد کاظم طباطبائی یزدی

اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں "کیوں کہ دلیل اس خبر سے مفید ہے جو دلالت کرتی ہے کہ فریقین کے اختلاف کی صورت میں فقیہ صادق اور عادل کی طرف رجوع کیا جائے اس مقام پر شرط یہ ہے کہ جب دونوں گروہ متفق ہوں اگر

وہ اختلاف کرینگے تو پھر یہ روایات اعلم کیطرف رجوع کرنے کی دلالت نہیں کرتی ہیں لیکن اسی صورت میں جب اعلم دونوں کے لیے فتویٰ دے پھر دونوں اختلاف کریں تو دوسری بات ہے لیکن اگر اصل حکم معلوم ہو اور ظاہری حق کے ثابت ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا ضروری نہیں ہے۔ ۷۳

۸۔ فقیہ و مجتہد

لغوی اعتبار سے اجتہاد کے معنی کوشش کرنا ہے یہ لفظ پہلی مرتبہ فقہی مسائل میں استعمال ہوا یہ فائدہ اس طرح ہے کہ اگر ''فقیہ بخواہد یک حکمی شرعی استنباط کند ونص از قرآن وسنت یابدی تواند بجائے نص با حکم اجتہاد متوصل شود۔ ۷۴

ترجمہ: اگر فقیہ چاہے کہ ایک شرعی حکم کو حاصل کرے جس کے لیے قرآن وسنت میں واضح حکم موجود نہ ہو تو وہ اپنے اجتہاد کا سہارا لے سکتا ہے۔ ایسی اجتہادی کوشش کو فکر اور حاصل شدہ حکم کو نظریہ کہتے ہیں اسی قسم کے اجتہاد کی مخالفت عبداللہ بن عبدالرحمٰن زبیری نے کی ہے اسی سلسلے میں اس نے کتاب لکھی ہے۔

الاستفادہ فی الطعون علی الاوائل الرد علی اصحاب الاجتہاد والقیاس

اسی طرح پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں سید مرتضیٰ نے اپنی کتاب (الذریعہ) میں اجتہاد کی مذمت کی ہے اور کہتا کہ:

اجتہاد باطل است عمل بظن رائی شخصی واجتہاد بنز دامامیہ جائز نیست ۷۵

ترجمہ: اجتہاد باطل ہے کیوں کہ ایک شخص کی رائے پر عمل کرنا ہے اور اجتہاد امامیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

۹۔ محمد بن جنید بغدادی

اپنی کتاب ''الانتصار'' کتاب الطہارہ فصل وضوء میں کہتا ہے کہ

ماقائل بااجتہاد نیستیم و آنرا قبول نمی کنیم ۷۶

یعنی ہم اجتہاد کے قائل نہیں ہیں اور اسے قبول نہیں کرتے۔ اسی طریقے سے اس نے کافی مقامات پر اجتہاد پر تنقید کی ہے۔ شیخ طوسی متوفی سنہ ۴۶۰ء از آنھا در شریعت ممنوع اعلام شدہ است۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک قیاس اور اجتہاد دلیل اور سند کے طور پر شمار نہیں کیا جاسکتا اور شریعت میں اس سے فائدہ لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ چھٹی صدی کے آخری محقق ابن ادریس کو دیکھا جائے تو وہ بھی کہتا ہے کہ

غیر از مواردی که به عنوانی ترجیح یکی بردیگری بیان کر دیم چیز ہائے دیگر بعنوان وجه امتیاز و برتری یك بینه بردیگری نداریم قیاس، استحسان و اجتهاد نزد ما باطل و غیر قابل اسناد محسوب می شوو۔ ۷۷

ترجمہ: اسی موقع کے علاوہ اوّلیت کے عنوان سے جو کہ ایک دوسرے پر بیان کی گئی، دوسری چیز خصوصیت کے لحاظ سے، ایک دلیل کی دوسرے پر اہمیت دیکھی نہیں جا سکتی قیاس، استحسان۔ ۷۸

حالت کو سمجھنا اور اجتہاد ہمارے نزد قابل سند و دلیل شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰۔ مرحوم آیت اللہ العظمیٰ موسیٰ خوانساری

انہوں نے ولایت مطلقہ فقیہ کو رد کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ امام زمان خود حدود جاری کریں گے۔ فقیہ کو ایسا حق حاصل نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم اس زمانے میں امام کے ظاہری وجود کی برکتوں سے محروم ہیں۔

"د" ان کے انکار کے اسباب ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں

امام مہدی علیہ السلام کے نائبین نواب اربع کے نام سے مشہور ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

☆ عثمان بن سعید العمروی

☆ محمد بن عثمان بن سعید

☆ ابوالقاسم حسین بن روح

☆ ابوالحسن علی بن محمد سمیری

امام کے پہلے نائب جو غیبت صغریٰ یعنی ۲۶۰ سے تھے ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے جن کے ذریعے پیروؤں کی طرف پیغامات بھیجتے رہے اور ان سے خمس وغیرہ وصول کرتے رہے۔

ان کے بعد حسین بن روح کے ذریعے اپنے پروکاروں کے خطوط وغیرہ وصول کرتے رہے یہی سبب ہے کہ اب بھی پندرہ شعبان کو عریضہ حاجات میں امام مہدی عہ کے معتقد حسین بن روح کے توسط سے دعاؑ کے ذریعے اپنی درخواست امام عہ کی طرف بھیجتے ہیں۔ امام کے آخری نائب ابوالحسن علی بن محمد سمیری ہے ان کے بعد سن ۳۲۹ھ سے غیبت کبریٰ شروع ہے امام کا اپنا فرمان ہے کہ اب نیابت ختم ہے جو دعویٰ کرے گا

تا ہے۔

تو پھر حالیہ ولی فقیہ کو امام کا نائب کیوں کہا جاتا ہے۔ نظریہ ولی فقیہ کے معترفین

پہلا سوال یہی ہے؟

ان کے اس اعتراض کے ساتھ یہ بھی مضبوط دلیل ہے کہ حسین بن روح کی دعا

یہ جملے ہیں

انک حئی عنداللہ مرزوق ۷۹

یعنی تم خدا کے پاس زندہ ہو رزق کھا رہے ہو معلوم ہوا کہ نواب اربعہ میں سے

ئب بھی زندہ ہیں اور ہمارے فرائض آپ تک پہنچاتے ہیں تو پھر دوسرے کسی فقیہ

ہدکو نائب امام کہنا ہمارا حق نہیں ہے۔

ولی فقیہ کی اطاعت کے سلسلے میں ان کا اعتراض یہ ہے کہ کیا ان کی اطاعت نبی

ولی الامر کی طرح واجب ہے۔

جبکہ نبی اور امام حقہ کی اطاعت کے لیے قرآن کی آیت موجود ہے

اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم ۸۰

اولی الامر کون ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جابر بن عبداللہ

صاری نے سوال کیا صاحبان امر کون ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

رمایا۔

اولھم علی و ثانیھم حسن و ثالثھم حسین و اربعھم علی بن

حسین. الخه

ترجمہ: ان میں سے پہلا حضرت علی علیہ السلام دوسرا امام حسن عہ تیسرا حسین عہ

چوتھا امام علی بن حسین ان میں پانچواں محمد ہے تو اس سے ملاقات کرلے گا اور جب اس سے ملاقات کرو تو اسے میری طرف سے سلام کہنا۔ شیخ سلیمان بلخی کہتا ہے کہ عمر کے آخری حصے میں جابر نے امام محمد باقر عہ سے ملاقات کی اور حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے سلام پہنچائے۔ ۸۱

تیسرا ولی فقیہ سے انحراف کرنے کا ان کے پاس دلیل یہ ہے کہ جب اولی الامر سے مراد مذکورہ برحق آئمہ عہ ہیں تو کیا ولی فقیہ بھی اولی الامر میں شامل ہوسکتا ہے۔

عقلی مثال:

جب تم خواب میں ہو اور تمہارا جسم اپنے گھر میں بالائے بستر ہو عالم خواب میں آپ کی روح لندن پہنچ گئی۔ اچانک آپ کے جسم کو مچھر نے کاٹا تو فوراً آپ کا روح واپس آجاتی ہے اور آپ کی مدد کے لیے مچھر کو مارنے کی کوشش کرتی ہے۔

قرآن سے پوچھا جائے کہ وہ روح جو انسان کی اتنی مشکل کشائی کرتی ہے اتنے فاصلے سے اتنی جلدی جسم میں آتی ہے کیا ہے؟

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الاقلیلا ۸۳

اے رسول صہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے

چوتھا اعتراض

فقیہ فتویٰ کیسے دیتا ہے؟

فھو استفراغ الفقیہ وسعہ فی تحصیل الظن بحکم الشرعی ۸۴

ترجمہ: فقیہ کا اپنے تمام علمی وسعت سے فتویٰ دیتا ہے کہ یہ علم اور یقین نہیں بلکہ

ن ہے۔

جبکہ قرآن مجید میں کافی مقامات پر گمان اور اس پر عمل کرنے کی مذمت کی گئی

ہے۔

مثال کے طور پر

مالهم من علم ان تتبعون الی الظن

ترجمہ: ان کے پاس علم نہیں مگر وہ گمان کی پیروی کرتے ہیں۔

ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۸۶

بیشک گمان حق تک پہنچنے کے لئے کوئی فائدہ نہیں یتا

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل الله ان یتبعون الا الظن و ان هم الا یخرصون ۸۷

ترجمہ: اگر تم اکثریت کی پیروی کروگے جو زمین میں ہیں تو تمہیں گمراہ کر دیں گے کیونکہ وہ گمان کی پیروی کرتے ہیں اور نہیں ہیں وہ مگر جھگڑالو

قل هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون الا الظن و ان انتم الا تخرصون

ترجمہ: کہہ دو! کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جو ہمارے لئے ظاہر کروگے تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم ہی باتیں بناتے ہو۔

پانچواں اعتراض

جو مظالم اہل بیت علیہ السلام پر ہوئے ہیں کچھ افراد نے ان پر ظلم کرنے والوں کو

بچانے کے لیے اجتہاد کورٹ قائم کیا ہے۔ اسی لئے اس کورٹ میں داخل ہو کر یہ کر فقیہ بن جائے تو وہ جو کچھ بھی کرے اس پر اعتراض نہ کرو۔ اس لیے دوسرے نے جسے اخباریں کہتے ہیں انہوں نے اس نظریے کو قبول نہیں کیا ہے۔

جو اجتہاد کے مستقل دروازے کھولنے کے معتقد ہیں ان کا کہنا ہے کہ حاکم بھی ہو اس کے خلاف جنگ جائز نہیں ہے لیکن مجتہد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جنگ کر کے ایک غلطی کی تھی لیکن ان کی اجتہادی غلطی سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے ان کا کہنا ہے کہ اگر مجتہد خطا بھی کرے اسے ایک اجر ضرور ملے گا۔

فله اجر واحد ۸۹

اس کے لیے ایک اجر ہے

مذکورہ عبارت پر معترضین نے اشکال وارد کر کے اجتہاد اور ایسے مجتہدین سے منہ پھیر لیا ہے۔ اسی لیے ایسے علماء ولی فقیہ کو صحیح نہیں سمجھتے۔

چھٹا اعتراض

اگر آئمہ معصومین علیہم السلام کی مفصل سیرت سے ہم فروعی مسائل خود ہی حل کر سکتے ہیں تو پھر مجتہد کی طرف رجوع کرنا اور مجتہد کا ان کے مقابلے میں جداگانہ اور منفرد رائے اپنانا کیا اجتہاد بلمقابل نص نہیں ہے جو باطل ہے اور اس پر عمل درست نہیں ہے۔

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام مجتہدین سوالمعصوم، مخطی (گنہگار) ہیں تو پھر گنہگار کی تقلید قرآن وحدیث کی روشنی میں کیسے صحیح ثابت ہوگی۔ جبکہ قرآن

نے گنہگار کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فلا تطع کل حلاف مهین مناع للخیر معتد اثیم ۹۰

ترجمہ: زیادہ قسم کھانے والے خیر سے روکنے والے اور حد سے بڑھنے والے گنہگار کی اطاعت نہ کرنا۔

معترضین کا اہم اعتراض یہ بھی ہے کہ علامہ حسن بن یوسف حلی رحہ سے پہلے اجتہاد کا ثبوت دیں جبکہ معصوم امام کے بعد نئی چیز کا آغاز بدعت ہے جو تمام علماء کے نزدیک حرام ہے۔

میں تحقیقات کے سلسلے میں ایران گیا تو یہی سوال آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی سے پوچھا: آپ کا تحریری جواب موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اجتهاد درمیان شیعه از زمان شیخ مفید رحه متوفی سنه ۴۱۳ هه و شیخ طوسی متوفی ۴۴۰هه و بلکه از زمانه معصومین مانند پیمبر اکرم صلی الله علیه و آله وسلم و امام صادق عه وجود داشته است.

ترجمہ: اجتہاد، شیخ مفید علیہ الرحمہ وفات ۴۱۳ھ اور شیخ طوسی وفات ۴۴۰ھ لیکن آئمہ معصومین کی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام جعفر صادق عہ کے دور میں بھی موجود تھا۔

مندرجہ بالا تحریری خط پر اعتراض:

شہید باقر الصدر آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی سے بڑھ کر محقق ہے۔ انہوں نے اپنے اصول کی بحث میں فرمایا کہ شیخ طوسی متوفی ۴۶۰ھ نے خود اجتہاد پر تنقید فرمائی ہے اور کہا ہے کہ۔

نزد مااجتهاد بعنوان دلیل و مستند محسوب نمی شود،
استفاده از آنها در شریعت ممنوع اعلام شده است. ۹۲

ترجمہ: اجتہاد ہمارے نزدیک دلیل وسند کے طور پر استعمال نہیں ہوتا اور اس سے فائدہ لینا شریعت میں جائز نہیں ہے اور اسے شریعت میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

شیخ مفید نے بھی اجتہاد پر تنقید فرمائی ہے صرف محمد بن جنید بغدادی نے اس سلسلے میں ایک قسم کے اجتہاد بالرائے کا سہارا لیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ انہوں نے خطا کی ہے شیخ مفید نے ان کی تنقید میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام النقض علی ابن الجنید فی اجتہاد الرائی یعنی ''اجتہاد رائے کے سلسلے میں محمد بن جنید اپر اعتراض'' ہے۔

اپنی اصول کی کتاب میں شہید باقر الصدر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
وازه اجتهاد در عبارات فقهاء ماهمچنان در تحول بوده است
ماکنون غیر از کتاب المعارج محقق حلی متوفی ۶۷۲ از نظر
قدمت زمان یک عبارت شیعی نداریم که تحولاتی راکه بر کلمه
اجتهاد رفته است. ۹۳

ترجمہ: اجتہاد کا لفظ ہمارے فقہا کے پاس اب بدلا ہوا ہے ہم نے ابھی سواء علامہ حلی کی کتاب معارج کے پرانے زمانے کی کسی بھی کتاب میں اجتہاد کا نام نہیں سنا ہے یعنی پہلے استعمال کرنیوالا علامہ حلی ہے جس نے سب سے پہلے اجتہاد کی تعریف کی ہے اور رسالہ عملیہ تحریر فرمایا ہے۔ نظریہ ولایت فقیہ کے معترضین کا ساتواں اعتراض یہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۹۴

مہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو

یت قرآن میں دو مقامات پر استعمال ہوئی ہے۔ ایک جگہ سورۃ النحل میں اور

قام پر سورۃ الانبیاء میں آئی ہے۔ جس کا مطلب آیت سے واضح ہے کہ اگر

ہون (بے علم و بے تعلیم) ہوں تو اہل ذکر سے یعنی ذکر کرنے والوں سے

لموں کونسے لوگ ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے کہ

ۂ اخر جکم من بطون امھتکم لاتعلمون شیئا ۹۵

مہ: وہ جب ماں کے پیٹ سے نکلتے ہیں تو بے علم ہوتے ہیں دوسرے جن کی

ے پہلے خدا نے انہیں علم دے دیا ہے

حمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان ۹۶

مہ: رحمن وہ ہے جس نے قرآن کا علم دیا پھر انسان کو خلق کیا اور اسے بیان

۔ مقام پر ارشاد ہے:

ربک الاکرم الذی علم بالقلم ۹۷

ہ تیرا رب بڑا اکریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔

ر بات یہ ہے کہ وہ کون سی ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے قلم کے ذریعے علم

وہ عالم ارواح میں قرآن کا علم سیکھے ہیں عام بندوں کی طرح جاہل پیدا

ل ذکر معلوم کیے جائیں کہ کون ہیں جن سے سوال کرنے کا حکم بے علم

یا ہے۔ قرآن کی آیت ایک دوسرے کی تفسیر خود کرتی ہیں۔ اس لیے

موزوں رہے گا کہ قرآنی آیات سے اہل ذکر کا تجزیہ کریں۔

ذکر کیا ہے؟

قرآن میں ھے انانحن نزلناالذکرو اناله لحافظون. ۹۸

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

دوسری آیت میں ذکر سے مراد رسول ہے۔

قد انزل الله الیکم ذکر رسولا یتلو اعلیکم ایات الله مبینت ۹۹

ترجمہ: بے شک اللہ پاک نے تمہاری طرف رسول کو ذکر بنا کر بھیجا جو تمہارے پاس اللہ کی ظاہری آیات کی تلاوت کرتا ہے۔

مزکورہ دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر سے مراد قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اب یہ معلوم کریں کہ اہل سے مراد کون ہیں۔

قرآن میں مختلف جگہوں پر اہل کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی آیت کے مفہوم کے الفاظ سے ہوں گے۔

مثلاً: اہل معنی سوار

حتی اذار کبافی السفینة خرقها قال اخر قتها لتغرق اهلها ۱۰۰

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ دونوں (خضر و موسیٰ ع) کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے اس میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰ نے کہا کیا تو اس سوار کو غرض کرنا چاہتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے اہل سے مراد کشتی میں سوار یعنی حضرت موسیٰ ہیں معلوم ہوا اہل کے معنی راکب ہے۔

۲۔خاندان میں بھائی بھی اہل ہوسکتا ہے۔

وجعل لی وزیراً من اھلی ھرون اخی ۱۰۱

ترجمہ: میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بناؤ

۳۔اہل کے معنی بیٹا بھی ہوتا ہے

قال نوح یا رب ان ابنی من اھلی ۱۰۲

ترجمہ: نوح عہ نے کہا اے پانے والے کیا میرا یہ بیٹا میرے اہل میں سے ہے

خدا نے جواب میں فرمایا۔

انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح ۱۰۳

ترجمہ: وہ تیرے اہل یعنی بیٹوں میں سے نہیں کیوں کہ اس کا عمل صالح نہیں ہے۔

نوٹ: اسی لیے کے نوح کا حقیقی نہیں بلکہ پروردہ بیٹا تھا۔

۴۔اہل سے مراد خاندان اور گھر والے ہیں۔

وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا ۱۰۴

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔

۵۔اہل کے معنی وارث بھی ہیں۔

ان اللہ یا مرکم ان تؤ دو الا مانات الی اھلھا.۱۰۵

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ امانتیں انکے اصل وارث تک پہنچاؤ۔

جب کہ ذکر معنی رسول تو رسول کا راکب کون ہے رسول کا بھائی کون ہے رسول کا بیٹا کون ہے رسول کے گھر والے کون ہیں؟

تو وارث قرآن اور رسول کون ہیں؟ وہی اہل ذکر ہوں گے۔ یہی سبب ہے ایک

مرتبہ حسین عہ کوسوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل رہے تھے تو ایک صحابی نے کہا نعم المرکب سواری کتنی اچھی ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نعم الراکب سوار بھی تو اچھا ہے

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی عہ کے لیے فرمایا

یا علی انت اخی ووزیری ۱۰۶

ترجمہ: اے علی! تو میرا بھائی اور وزیر ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کون تھے جب کہ قرآن نے بتایا ہے کہ۔

ماکان محمد ابا احد من رجا لکم ولاکن رسول اللہ و خاتم النبین ۱۰۷

ترجمہ: تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کا بھی باپ نہیں ہے لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

لیکن دوسری جگہ پر قرآن میں یہ بھی ہے کہ

فمن حاجک فیہ من بعد ماجآءک من العلم فقل تعالو ندع ابناء نا وابنائکم ۱۰۸

ترجمہ: پھر اگر علم آنے کے بعد اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تم سے مباحثہ کریں تو انہیں کہہ دو ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم بھی اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔

تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹوں کے حکم میں حسنین عہ کو لے گئے تھے۔

۴۔ گھر والے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے وہ ہیں جن کے بارے میں آیت تطہیر اتری ہے۔

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا. ۱۰۹

ترجمہ: بے شک اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت رسول تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ الزہرہ کے گھر آئے چادر مانگی جس کے نیچے حسین ع حضرت علی ع حضرت فاطمۃ الزہرا ع جب آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔

الهم هؤلاء اهل بیتی ۱۱۰

ترجمہ: اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ تو اللہ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ آیت تطہیر لے جاؤ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے تائید فرمائی۔

۵۔ وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

یا علی انت اخي و وصی وولی من بعدی ۱۱۷

ترجمہ: اے علی تو میرا بھائی میرا وصی اور میرے بعد میرا وارث ہے۔

وارث قرآن کون ہے۔

عقلی مثال

ایک صندوق گم ہو جائے اس کے دو دعویدار ہوں اور ایک کہے کہ یہ صندوق اسے ملے گی جو یہ بتائے کہ اس کے اندر کون سی چیزیں ہیں۔

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی یا اهل الفرقان سلونی ۱۱۲

ترجمہ: اے قرآن کے ماننے والو! مجھ سے پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو اس سے پہلے کہ میں تم میں سے چلا جاؤں۔ میں ہر آیت سے باخبر ہوں کہ زمین پر اتری ہے یا آسمان پر۔

قرآن اپنے وارثوں یا ورثاء کا تعارف اس طرح کراتا ہے

ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا ۱۱۳

ترجمہ: ہم نے اس کتاب کا وارث ان کو بنایا ہے جن کو اپنے بندوں میں سے چنا ہے مذکورہ پوری اہل ذکر کی بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل ذکر ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ بوعلی سینا۔ الشفا الٰہیات طبع اخری صہ ۵۶۳

۲۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ صہ ۲۶۲ عربی ۱۲۹

۳۔ محمد فارابی۔ راجع نظام الحکم والادراۃ فی الاسلام

۴۔ مسند احمد بن حنبل

۵۔ محمد باقر مجلسی۔ بحارالانوار جلد ۳۵ صفحہ ۱۰۴ کتاب الامامۃ

۶۔ قاضی ابوبکر باقلانی۔ التذکرہ صہ ۴۵۲

۷۔ شرح موافق جرجانی جلد ۸ صفحہ ۳۴۹

۸۔ حسین علی منتظری۔ ولایت فقیہ عربی صفحہ ۲۶۷

۹۔ احمد حسین یعقوب مصری۔ النظام السیاسی صہ ۲۷۷

۱۰۔ انڈونیشیا میں رہتا تھا۔

۱۱۔ قرآن سورۃ فتح میں بیعت کا مثال موجود ہے۔

۱۲۔ محمد بن عمر نووی شافعی۔ منہاج صفحہ ۵۱۸

۱۳۔ پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۲

۱۴۔ آل عدنان سے اولاد قریش شروع ہوئی ہے۔

۱۵۔ جلال الدین محلی۔ جلد ۶ صہ ۳۵۹

۱۶۔ ایضا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفحہ ۳۶۲ کتاب الامارۃ

۱۷۔ محمد حزم اندلسی۔ الفصل فی اہلل والاہواء النحل

۱۸۔ ۔۔۔۔۔ جامع الاصول جلد ۴ صہ ۴۴۸

۱۹۔ علی بن محمد بن بابویہ۔ سفینۃ البحار جلد ۲

۲۰۔ نہج البلاغہ صہ ۲۰۷ خط نمبر ۱۴۵ اردو

۲۱۔ ۔۔۔۔۔۔ صہ ۱۹ خط نمبر ۴۳

۲۲۔ پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۷

۲۳۔ پارہ ۵ سورۃ نساء آیت نمبر ۶۰

۲۴۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی صہ ۶۷

۲۵۔ پارہ۵ سورہ آل عمران آیت نمبر۳۱

۲۶۔ ۔۔۔۔۔سورۃ نسآء آیت نمبر۸۰

۲۷۔ محمد بن حسن طوسی۔تہذیب الاحکام جلد۲

۲۸۔ حسین علی منتظری۔ولایت فقیہ صہ۴۲۸

۲۹۔ عبداللہ مامقانی تنقیح المقال صفحہ۴۰۸

۳۰۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ اصول کافی جلد۳ صہ۲۷۵

۳۱۔ محمد بن حسن طوسی تہذیب الاحکام جلد۳ صہ۶۱

۳۲۔ عبداللہ مامقانی۔تنقیح المقال جلد۲ صفحہ۳۴۲

۳۳۔ محمد بن حسن طوسی تہذیب الاحکام جلد۶ صہ۳۰۳

۳۴۔ محمد حر عاملی۔وسائل صفحہ۱۰۰ باب صفات القاضی

۳۵۔ ایضاً۔۔۔۔۔جلد۱۸۔۔۔حاشیہ۵

۳۶۔ عبداللہ مامقانی تنقیح المقال صہ۱۸۱

۳۷۔ محمد بن حسن طوسی۔فہرست طوسی طبع اخری صہ۱۰۵

۳۸۔ پارہ۵ سورہ نسآء آیت نمبر۵۸

۳۹۔ پارہ۲۲ سورۃ احزاب آیت

۴۰۔ فضل بن حسن طبرسی۔مجمع البیان

۴۱۔ محمد بن یعقوب کلینی۔اصول کافی

۴۲۔ فیض کاشانی۔نہج البلاغہ صہ۸۳۱

۴۳۔ راغب اصفہانی۔مفردات راغب صفحہ۱۲۵

۴۴۔ پارہ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۸

۴۵۔ پارہ۸ سورۃ انعام آیت ۱۱۳

۴۶۔ مقاییس اللغۃ جلد۲ صہ ۹۱

۴۷۔ محمد بن منظور لسان العرب جلد ۱۲ صہ ۱۴۴

۴۸۔ پارہ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷

۴۹۔ حر عاملی۔ الوسائل جلد ۱۸ صفحہ ۵ حدیث ۹

۵۰۔ پارہ۵ سورۃ نساء آیت ۵۸

۵۱۔ حر عاملی۔ الوسائل جلد ۱۸ صفحہ ۵ حدیث ۳

۵۲۔ جلال الدین سیوطی۔ در منشور جلد۲ صہ ۱۷۶

۵۳۔ پارہ۵ سورۃ نسآء آیت ۱۵۹

۵۴۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی صہ ۲۷۶

۵۵۔ فضل بن حسین طبرسی۔ مجمع البیان جلد۲

۵۶۔ روح اللہ خمینی۔ کتاب البیع جلد۲ صہ ۴۷۸

۵۷۔ علی بن بابویہ۔ امالی صدوق صفحہ ۱۰ حدیث ۴

۵۸۔ ۔۔۔۔۔۔ معانی الاخبار جلد۲ صفحہ ۳۷۳

۵۹۔ ۔۔۔۔۔۔ الامالی صفحہ ۱۱۰

۶۰۔ حسین نوری۔ مستدرک الوسائل جلد۳ صفحہ ۱۸۲

۶۱۔ محمد بن مسلم اور زرارہ ائمہ کے متبرک صحابہ

۶۲۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ صفحہ ۳۹۷

۶۳۔ جامع البیان، سنن بیہقی، تاریخ طبری، کامل ابوالفداء
۶۴۔ ابن ابی الحدید معتزلی۔ شرح نہج البلاغہ
۶۵۔ محمد حسین ہیکل، رسالہ سیاست شمارہ ۲۷۵۱
۶۶۔ محمد حسین ہیکل، رسالہ سیاست شمارہ ۲۷۵۱
۶۷۔ ابن حجر مکی۔ صواعقہ محرقہ صہ ۲۹
۶۸۔ پارہ ۸ سورۃ اعراف آیت ۱۴۷
۶۹۔ علی شرف الدین، مذہب اہل بیت صہ ۲۰۴
۷۰۔ محمد بن زہرہ۔ الجوامع صفحہ ۴۵۸
۷۱۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد ۲ صہ ۱۰۱
۷۲۔ ایضا ۔۔۔۔۔۔۔ صفحہ ۱۴۷
۷۳۔ سید محمد کاظم یزدی۔ ملحقات عروۃ الوثقیٰ جلد ۳
۷۴۔ شہید باقر الصدر۔ حلقات اصول صفحہ ۴۲
۷۵۔ ایضا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳
۷۶۔ محمد بن جنید۔ الانتصار۔ فصل الطہارت الوضوع مسح
۷۷۔ محمد بن ادریس الشرائر باب تعارف الدلیل
۷۸۔ استحسان۔ انسانی طبیعت کسی چیز کو دیکھ کر اس کا حکم لگائے۔
۷۹۔ آیت اللہ احمد آذری قمی۔ ولایت فقیہ صفحہ ۶۵
۸۰۔ شیخ عباس قمی۔ مفاتیح الجنان صفحہ ۶۲۴
۸۱۔ پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۵۹

۸۲۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ مودۃ ۱۰ محمد بن سلیمان قدوزی ینابیع المودۃ صہ ۳۰۱

۸۳۔ پارہ ۱۵ سورۃ الاسراء آیت ۸۵

۸۴۔ جمال الدین حسن بن زین الدین۔ معالم الدین مطلب التاسع فی الاجتہاد صفحہ ۲۳۲

۸۵۔ پارہ ۲۷ سورۃ نجم آیت ۲۷

۸۶۔ ایضا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۸۷۔ پارہ ۸ سورۃ انعام آیت ۱۱۶

۸۸۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیت ۱۴۸

۸۹۔ محمد بن اسماعیل بخاری۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۴ حدیث ۱۰۳۲

۹۰۔ پارہ ۲۹ سورۃ قلم آیت ۱۳

۹۱۔ موصوف کا تحریر کردہ جواب میرے پاس موجود ہے۔

۹۲۔ محمد بن حسین طوسی۔ العدۃ العقول بحث الاجتہاد

۹۳۔ شہید باقر الصدر حلقات صفحہ ۴۴

۹۴۔ پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء آیت ۷

۹۵۔ پارہ ۱۴ سورۃ نحل آیت ۷۸

۹۶۔ پارہ ۲۷ سورۃ رحمٰن آیت ۱

۹۷۔ پارہ ۳۰ سورۃ علق آیت ۴

۹۸۔ پارہ ۱۴ سورۃ حجر آیت ۹

۹۹۔ پارہ ۲۸ سورۃ طلاق آیت ۱۰

۱۰۰۔ پارہ ۱۵ سورۃ کہف آیت ۶۸۰

۱۰۱۔ پارہ ۱۶ سورۃ طہٰ آیت ۲۹

۱۰۲۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۶

۱۰۳۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیت ۴۰

۱۰۴۔ پارہ ۱۶ سورہ طہٰ آیت ۱۲۳

۱۰۵۔ پارہ ۵ سورۃ نسآء آیت ۵۸

۱۰۶۔ برکت علی شاہ۔ کلید مناظرہ صہ ۵۸

۱۰۷۔ پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۴۰

۱۰۸۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۱

۱۰۹۔ پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۳۳

۱۱۰۔ حدیث کساء میں یہ جملے موجود ہیں۔

۱۱۱۔ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السئول مشکواۃ ۲۵

۱۱۲۔ محمد بن سلیمان قندوری ینابیع المودۃ صہ ۲۸۷

۱۱۳۔ پارہ ۲۲ سورۃ فاطر آیت ۱۳۲۔

ادلہ اربعہ چار مضبوط دلائل

کسی بھی چیز کو پرکھنے کے لئے علمائے اسلام نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ اس لئے چار مضبوط دلائل میں سے کسی بھی ایک کی حمایت ضرور حاصل کرنا ہوگی۔

سب سے پہلے اس نظریے کو قرآن میں دیکھا جائے کہ کسی مقام پر اس نظریے کی مخالفت تو موجود نہیں ہے۔ یا موافقت ہے تو کن آیات میں اور قرآن نے اس نظریے کا کہاں اثبات کیا ہے۔

اس تطبیق کرنے سے ہمیں مضبوط دلیل یعنی قرآن کی حمایت حاصل ہو جائے گی اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ ولایت فقیہ دو الفاظ کا (عرق) نچوڑ ہے۔ اس لئے پہلے صرف لفظ ولی اور ولایت سے متعلق آیات پیش ہونگی اس کے بعد فقیہ کے بارے میں آیات لائی جائیں گی اس طرح تیسرے باب کے پہلے حصے (قرآن کی نظر میں) کے دو حصے ہوئے۔

ا۔ ولایت اور ولی قرآن کی نظر میں ۲۔ فقہ اور فقیہ قرآن کی روشنی میں

ا۔ (الف) ولایت اور ولی قرآن کی نظر میں

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الذکوۃ وھم راکعون۔ا

ترجمہ: تمہارا والی صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکواۃ ادا کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیۃ کریمہ میں ذکر شدہ لفظ ولی کا مفہوم مختلف کتب لغت میں یوں

بیان کیا گیا ہے۔

☆وارث ☆حاکم ☆مولیٰ ☆صاحب اقتدار ☆دوست

مثال کے طور پر قرآن مجید کی متعدد آیات میں ولی کا لفظ فقط اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ ہمارا وارث، حاکم مولیٰ، اور صاحب اقتدار ہے۔ دلیل کے طور پر چند آیات پیش کی جا رہی ہیں۔ جن میں ولی کے معنی مددگار اور سرپرست ہیں۔

۱۔مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر.۲

۲۔مالک من اللہ من ولی ولا نصیر.۳

تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوسرا ولی اور مددگار نہیں ہے۔

۳۔ومالھم فی الارض من ولی ولا نصیر.۴

ان کے لئے زمین میں کوئی سرپرست اور مددگار نہیں۔

۴۔والظالمون مالھم من ولی ولا نصیر.۵

اور ظالموں کے لئے نہ کوئی سرپست ہے اور نہ مددگار۔

۵۔واللہ اعلم باعدائکم و کفی بااللہ و لیا و کفی باللہ نصیراً.۶

اور خدا کو تمہارے دشمنوں کا علم ہے اور اللہ کی سرپرستی کافی ہے اور اللہ کی نصرت ہی بس کافی ہے۔

۶۔ ومن یعمل سوء یجزیه ولا یجدله من دون اللہ ولیا نصیراً.۷

اور جو برائی پر عمل کرے اس کو اسکی سزا ملے گی اور خدا کے سوا کوئی دوسرا سرپرست اور مددگار اس کو نہیں ملے گا۔

۷۔ فیعذبھم عذاباً الیما ولایجدون لھم من دون اللہ ولیا ولانصیرا.۸

پھران کوسخت عذاب دیا جائیگا اور اللہ کے سواان کوکوئی سرپرست اور مددگار نہیں ملے گا۔

۸۔ وما کان لھم من اولیاء ینصر ونھم من دون اللہ.۹

۹۔ ومالکم من دون اللہ من اولیاء لاتنصرون۔۱۰

اور جب تمہارے لئے اللہ کے سوا سرپرست نہیں ہیں تو تمہاری مدد بھی نہیں ہوگی۔

۱۰۔ فالذین فیھا ابدا لا یجدون ولیا ولا نصیرا.۱۱

پس وہ (لوگ) جواس (جہنم) میں ہمیشہ ہونگے نہ کسی کواپنا سرپرست پائیں گے اور نہ مددگار۔

ولی یعنی وارث، دوست اور سرپرست

۱۔اللہ ولی الذین امنو یخر جھم من الظلمت الی النور والذین کفرو اولیائھم الطاغوت یخر جونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔۱۲

اللہ مومنوں کا سرپرست ہے جوان کوتاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیاان کا سرپرست طاغوت ہے جوان کوروشنی سے نکال کراندھیرے کی طرف لاتا ہے وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تعریف قیاس: کسی ایک جز کو دیکھ کر کُل کے بارے میں وہی حکم لگانا۔ یا کل کو دیکھ کر جز پر بھی وہی حکم لگانا، اسکو قیاس کہا جاتا ہے۔ ۱۴۷

مگر علم اصول میں قیاس کی تعریف یہ ہے کہ "ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ تطبیق کرنا حکم اول کو ثانی کے لئے سمجھنا، اسی طرح دوسری چیزوں کو بھی اسی کی طرح سمجھنے کو قیاس کہا جاتا ہے۔ ۱۴۸

جب حاکم کو کوئی واقعہ یا معاملہ پیش آئے تو وہ قیاس (برہان) کے ذریعے کتاب اور سنت میں اس کی تطبیق کرے تو اس کو اجتہاد کہا جاتا ہے۔ اس عمل میں اس کا قصہ در پیش مسئلے کو قرآن اور سنت سے ثابت کرنا ہے۔ ۱۴۹

اس مقام پر اُس حدیث کا ذکر ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابان بن تغلب سے فرمایا کہ "اے ابان تجھے قرآن میں سے کسی چیز کا واضح حکم نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟" اس نے عرض کیا کہ میں اپنے رائے کو پوری طرح عمل میں لاؤنگا یہاں تک کہ اس میں پورا اجتہاد کروں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر پھیرا اور فرمایا کہ تعریف ہے اس خدا کی جس نے اللہ کے رسول کے نمائندے کو یہ بات کہنے کی توفیق دی جو مجھے راضی کرنے والی تھی۔

یہ وہ حدیث ہے جسے سلیمان بن اشعث نے سنن ابی داؤد میں اور ابو موسیٰ ترمذی نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے جو کتب صحاح ستہ میں مشہور ہیں۔ اور انہوں نے اس حدیث کو مستند قرار دیا ہے اور اسی طرح سنن ابی داؤد میں بھی اس حدیث کی سند بیان کی گئی ہے۔ جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ اس سے مراد قیاس اور استحسانات ظنی

ے تو آئمہ طہرین عہ کے دور میں اس مفہوم میں اجتہاد اور رائے کے الفاظ رائج ہو چکے تھے مگر ہماری روایات میں ان معانی میں ان دونوں سے روکا جاتا ہے۔ ۱۵۰

وہ روایات جو کتاب اور سنت کی طرف رجوع کرنے کے لئے آئی ہیں بہت زیادہ ہیں انکی بنیاد پر جو اجتہاد ہو ہمارے یہاں قابل قبول ہے وہ اس اجتہاد سے مختلف ہے جو اصطلاح میں مراد ہے۔ ۱۵۱

تخطئہ وتصویب

دینی مسائل کی دو قسمیں ہیں

۱۔ اصلی اور ضروری مسائل جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ان پر قرآن اور حدیث متواتر، یقینی طور پر دلالت کرتی ہے۔

۲۔ فروعی، اجتہادی اور استنباطی مسائل جو اصولی طور پر اجتہاد کے عمل، غور وفکر اور استنباط کے محتاج ہیں۔ جن کی بنیاد کتاب، سنت اور حکم یقینی پر ہے۔

پہلی قسم میں کسی قسم کا اختلاف اور اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی ان مسائل میں اجتہاد واستنباط کی ضرورت ہے۔

دوسری قسم کے مسائل میں حتمی اختلاف ہے اس لئے کچھ الفاظ کے معنی حدیث کی ضعف، صحت اور کچھ احکام میں کہ خبر واحد اجماع کے مفاہیم کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔ (خبر واحد اس خبر کو کہا جاتا ہے جو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی نہ ہو اور اس کے راوی کم ہوں) مسائل کی دوسری قسم میں یہ بحث ہوئی ہے کہ مختلف استنباطی نظریات وہ سب حق ہیں یا صرف ایک صحیح ہے دوسرے سب خطا پر ہے اس سلسلے میں اصحاب اور علماء کا اجتماع ثابت ہے۔ کہ یہ خاص واقعے میں اللہ کا صرف ایک ہی حکم

ہے جس میں سب لوگ شریک ہیں اور جمیع مسلمین پہلے خود اس پر برسر عمل ہیں اور وہ اس کے پابند ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تمام مراحل میں دین ایک، شریعت ایک اور حق ایک ہے اور اس میں جو اختلاف واقع ہوا ہے وہ واقعے کے حاصل کرنے اور اس کی مختلف اقسام حاصل کرنے میں ہے۔ کوئی فرد ان کو حاصل کر یتا ہے اور دیگر اس میں خطا کر جاتے ہیں۔ گویا کہ خدا کا حکم صحیح نمونے سے اپنی اصل اور بنیاد سے ہی پوشیدہ ہے جس کو فقیہ اپنے استنباط کے ذریعے ہی معلوم کرتا ہے۔ کبھی وہ حق (حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کبھی وہ اس میں خطا کرتا ہے اس میں مصیب یعنی صحیح اجتہاد کرنے والے کے لئے دو اجر ہیں۔ اور مخطی یعنی غلط اجتہاد کرنیوالے کے لئے صرف ایک اجر ہے۔

منطقی حضرات فرماتے ھیں کہ "حینما یتفکر الانسان قد یھتدی الی نتائج الصحیحۃ وقد ینتھی الی غیر صحیحۃ" ۱۵۲

جب انسان فکر کرتا ہے کبھی صحیح نتائج تک جا پہنچتا ہے اور کبھی غلط نتیجے پر منتہی ہوتا ہے فخر الدین رازی نے اجتہاد کی بحث میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر اس میں اللہ کا حکم ہو تو یہ کہنے والے کا قول ہے اور ہر مجتہد مصیب ہے (یعنی صحیح اجتہاد کرتا ہے) اس میں ہمارے متکلمین شامل ہیں۔

مثلاً: اشاعرہ میں سے قاضی ابوبکر، معتزلہ میں سے ابو ہذیل ابوعلی، ابو ہاشم اور ان کے تابعین ہیں۔ ۱۵۳

امام غزالی کا کہنا ہے کہ جس چیز کے مصوبہ قائل ہیں وہ یہ ہے کہ جس واقعے میں کوئی نص یعنی صحیح حکم نہ ہو اس کا کوئی معین حکم نہیں ہے جس کو ظن یعنی گمان کے ذریعے

تلاش کیا جاتا ہے۔ مگر خود حکم ظن یعنی گمان کے تابع ہے۔ اور ہر مجتہد کے لئے خدا کا یہی حکم ہے جس کے لئے اسے گمان غالب ہو یہ وہ موقف ہے جس کا قاضی بھی قائل ہوا ہے۔۱۵۴

مصوبہ کا نظریہ:

ان کا گمان یہ ہے کہ وہ شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس (محفل) میں رہا ہو وہ ان افراد میں سے ہے جو خطا نہیں کرتے۔۱۵۵

تخطئہ کے ظاہر ہونے کے علاوہ کسی حکم میں اجتہاد اور دلیل کا قائم کرنا پہلی مرتبہ اس کے وجود کا حصہ ہے یعنی حکم کا اجتہاد کے تابع ہونا صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلے میں کافی روایات موجود ہیں۔ سلیمان بن زید نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی لشکر کا کوئی امیر مقرر فرماتے تھے تو ان کو تلقین کرتے تھے کہ جب تو قلعے میں رہنے والوں کو اپنے قبضے میں کر لے اور وہ چاہیں کہ تو ان کو اللہ کے حکم پر قلعے میں اتارو تو نہ اتارنا ہاں البتہ ان کو اپنے حکم پر اتارنا، کیوں کہ تجھے معلوم نہیں ہے کہ ان کے بارے میں اللہ کا حکم کیا ہے۔۱۵۶

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاکم فیصلہ کرے تو پوری کوشش کرے تا کہ حقیقت حاصل کر سکے تو اس وقت اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر وہ فتوی دینے میں خطا کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔۱۵۷

جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منشور جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ پر اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ خلیفہ ابوبکرؓ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں

اپنے لئے ایک بات کہتا ہوں اگر وہ درست ہوئی تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہوئی تو شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے میرے خیال میں (کلالہ) والدین اور اولاد کے علاوہ بقیہ رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔ خلیفہ دوئم حضرت عمرؓ نے کہا منشی صاحب تحریر کرو یہ وہ بات ہے جو میری (عمرؓ) کی ذاتی رائے ہے اگر صحیح ہوئی تو خدا کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہوئی تو عمرؓ کی طرف سے ہے۔ ۱۵۹

اے عمران دونوں کے درمیان فیصلہ کر اگر تو نے صحیح کیا تو تیرے لئے دس نیکیاں ہیں اور اگر خطا کریگا تو تیرے لئے صرف ایک نیکی ہے۔ ۱۵۹

ابن مسعود نے مفوضہ کے بارے میں کہا کہ میں اس کے متعلق اپنی رائے کے ذریعے بات کرونگا اگر وہ درست ہوئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ثابت ہوئی تو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ ۱۶۰

اجتہاد میں پوری پوری کوشش کرو اگر حقیقت اور صحیح حد تک پہنچے تو آپ کے لئے دس نیکیاں ہیں اور اگر خطا کر گئے تو آپ کے لئے صرف ایک نیکی ہے۔ ۱۶۱

موسیٰ بن ابراہیم نے آل ربیعہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے جب حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ غمگین ہو کر اپنے گھر بیٹھ گئے اور حضرت عمرؓ کو کہا کہ تم نے میرے اوپر اہم ذمہ داری عائد کی ہے اور ملامت کرنے لگے بعد میں لوگوں کے بارے میں فیصلہ دینے کے سلسلے میں اپنی مشکلات کا ذکر کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ بات یاد نہیں ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا بس حاکم اور والی پوری طرح اجتہاد کرے اگر وہ حق کو حاصل کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر خطا کرے تو ایک اجر ہے۔ ۱۶۲

ولایت فقیہ عقل کی روشنی میں

قرآن مجید میں عقل اور صاحبان عقل کی بہت تعریف کی گئی ہے وہ افراد جو عقل سے کام لیتے ہیں قرآن مجید نے انہیں کامیاب اور ہدایت یافتہ کے طور پر متعارف کرایا ہے۔جیسا کہ ارشادِ رب العزّت ہے۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هدا هم الله و اولئک هم اولو الباب۔۱۶۳

اے رسول خدا میرے ایسے بندوں کو خوش خبری (بشارت) دو جو (سب کی) بات سننے کے بعد (ان میں سے) اچھی (بات) کی پیروی کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہی لوگ صاحبان عقل ہیں۔

اس طرح سے اور بھی بے شمار آیات ہیں جو عقل کو استعمال میں لانے کا حکم دے رہی ہیں۔مثلاً

۲۔ افلایتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها. ۱۶۴

وہ قرآن مجید میں فکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں۔

۳۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مد کر. ۱۶۵

اور بے شک ہم نے قرآن مجید کو نصیحت کے لئے آسان کیا بس ہے کوئی (عقل سے کام لیکر) نصیحت حاصل کرنے والا۔

۴۔ ولکم فی القصاص حیواة یا اولی الالباب لعلکم تتقون. ۱۶۶

اے صاحبان عقل تمہارے لئے قصاص جرم کا بدلہ لینے میں زندگی ہے تو امید

ہے کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے صاحبان عقل کی اتنی تعریف کی ہے کہ حقیقی عابد جو کائنات پر غورو فکر کرنے والے یہی ہیں جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنہار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماوقعودو و علی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت ھذاباطلافقناعذاب النار.١٦٧

بے شک آسمان وزمین کی خلقت اور دن ورات کے آمد ورفت میں صاحبان عقل کے لے نشانیاں ہیں وہ صاحبان جو قیام نشست اور پہلو کی سمت یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ آسمان وزمین کی خلقت میں فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بیکار خلق نہیں کیٔ بس ہمیں آپ (جہنم) کے عذاب سے بچالے۔

٦. فاتقو اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون.١٦٨

اے صاحبان عقل بس اللہ سے ڈرو تو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

٧. لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب.١٦٩

بے شک ان کے قصوں میں صاحبان عقل کے لئے عبرت (نصیحت) ہے مراد حضرت یوسف اوران کے بھائیوں کے واقعات وحالات ہیں۔

٨. ووھبنالہ اھلہ و مثلھم معھم رحمت مناو ذکری لاولی الالباب۔١٧٠

اور ہم نے اسے (ایوب کو) اس کے اہل وعیال واپس دیئے اور اس کے ساتھ اس کے مثل اور کچھ بھی عطا کیا جو ہماری طرف سے رحمت ہے اور صاحبات عقل کے لیے نصیحت ہے۔

فاتقو الله یا اولی الاباب الذین امنو قد انزل الله الیکم ذکرا رسوالا یتلو علیکم ایات الله مبینات لیخرج الذین امنو و عملو الصالحات من الظلمت الی النور۔۱۷۱

اے صاحبان عقل اللہ سے ڈرو جو ایمان لائے ہو بے شک اللہ نے تمہاری طرف ذکرکو رسول کی صورت میں بھیجا ہے جو تمہارے لئے کھول کھول کر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ تاکہ ان افراد کو (جو مومن ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں ان کو گمراہی سے نکال کرنور یعنی (روشنی) یا (نجات) کی طرف لے آئے۔

عقلی دلیل

ا۔تمام خدائی احکام اور دستورات

مثال کے طور پر سیاسی، عبادی، قضائی، جزائی، اجتماعی، اقتصادی احکام وغیرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک جاری تھے اور اسی طرح وہ قیامت تک جاری رہیں گے کیوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری پیغمبر تھے اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے دوسری تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور کتب آسمانی بھی منسوخ ہو چکی ہیں اب فقط اسلام ہی ناسخ اور کتب میں سے قرآن ہی قابل عمل ہے۔

عقل انسانی کا تقاضا بھی یہی ہے اس شریعت کی حفاظت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نافذ کرنے والے امام کی ضرورت ہے اور اسی طرح امامت کے اختتام کے بعد بھی ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو اسلامی ولایت یا مسلمانوں کی حکومت سنبھالے جو ان دستورات کو بدلنے سے محفوظ رکھے اور صحیح طور پر اسلامی اسکول کا افتتاح کرے۔ لہٰذا اس لئے فقہاء کو اسلامی قلعے سے مخاطب کر کے تعارف کرایا ہے۔ ۱۷۲

۲۔ جب توجہ کے ساتھ اسلامی احکامات کی طرف رجوع کیا جائیگا۔ تو فقہ کے مختلف ابواب اور اس کے ہر حصے میں نظر آئیگا کہ حاکم اسلامی کی طرف رجوع کرنے کا مسئلہ درپیش آتا ہے۔ جس سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ حکومت اسلام کا حصہ تھا۔ کیوں کہ اگر حکومت اسلامی کا دروازہ بند ہوا تو احکام الٰہی کا اجراء کیسے ہوگا۔ ۱۷۳

۳۔ قرآنی آیات، اسلامی روایات فقہا کے فتویٰ کی نظر میں اپنے حق حاصل کرنے پر نزاع کو دور کرنے کیلئے طاغوت کی حکومت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ اہمیت کی حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر مدعی کو اپنا مال ظالم حاکم کے حکم پر واپس ملے تو اس مال سے خرچ کرنا اس کے لے حرام اور ناجائز ہے اس قسم کی روایت امام جعفر صادق سے بھی منقول ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

ومن تحاكم اليهم فی حق او باطل فانهم تحاكم الى الطاغوت و مايحكم وله وانما يا خذ سحتا وان كان حقا ثابتاً له لانه اخذه بحكم الطاغوت وما امر الله ان يكفر به. ۱۷۴

اور جو شخص حق میں یا باطل میں اپنا فیصلہ ظالم حاکم کی طرف سے لے جائے تو ایسا

ہے کہ وہ اپنا فیصلہ طاغوت کی طرف لے گیا ہے اور اس کے لئے جیسا بھی فیصلہ ہو تو یقیناً وہ اس کے لئے رشوت اور ناجائز ہے اگر چہ اس کے لئے حقیقی لحاظ سے ثابت ہو کیوں کہ اس نے طاغوت کے فیصلہ کو قبول کیا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق اسے قبول نہ کیا جائے۔

خدا کی حکمت سے یہ بات دور ہے کہ اپنے بندوں کو بے سہارا چھوڑ دے کہ وہ پریشان رہیں اور اپنے مسائل کے حل کے لئے کسی کی طرف رجوع بھی نہ کریں۔ کیوں کہ یہ عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ جو خدا انسانوں کے طاغوت سے مسائل حل کرانے سے روک رہا ہے تو آخر وہ بچارے کس سے اپنے مسائل حل کرائیں۔ خالقِ عالم ضرور انہیں صحیح حاکم کی بھی نشاندہی کرائے گا تاکہ مظلوم کو بھی اس کا حق مل سکے۔

۵۔ عقلی لحاظ سے روایات کی بنیاد پر اسلامی ممالک اور شہروں کی حفاظت اور ان کو غاصبوں سے بچانے کو اسلام نے واجبات میں شمار کیا ہے۔ اور ولایت اور حکومت کے بغیر ملک کا نظم ونسق ناممکن ہے۔

۶۔ آیۃ للہ حبیب اللہ طاہری نے عقلی دلائل کا نتیجہ حاصل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

فوق الذکر عقلی دلائل پر اجماعاً غور کیا جائیگا تو عقل یہ حکم کرے گی کہ ولایت فقیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسے اسلامی نقطہ نگاہ سے تسلیم کرتی ہے۔ کیوں کہ اسلامی حکومت غیبت امام زمان عہ کے زمانے میں بھی ساقط نہیں ہوئی اور آج تک لوگ اس پر عمل پیرا ہیں۔ اور مسلمانوں کو زندگی کے مختلف مواقع پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ اسلامی حاکم کی طرف

رجوع کرو اور طاغوت کی حکومت کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسلامی حاکم کے بارے میں دیگر شرائط کے علاوہ علم کی شرط اہم ہے۔ کیوں کہ اس کی اطاعت کو ترک کرنا اس کی نافرمانی اور گستاخی کا سبب ہے۔ اس لئے صاحبان عقل اس کے ترک کرنے پر انسان کی مذمت کرتے ہیں۔

یہ زندگی انسان کیلئے ہمیشہ نہیں ہے البتہ تعاون اور اجتماع کے اثر میں عموماً خواہشات نفسانی کے حملے سے بچنا ہے اس لیے وہ نظم اور قوانین کا محتاج ہے جو انسانی آزادی کو محدود بنائیں۔ تمام انسانوں کی مصالح کو مدنظر رکھیں اس کے لئے ایک حاکم کی ضرورت ہے جو قوانین وقوائد کو نافذ کرے، احکامات پر غور وفکر یا سوچ بچار کرے، زیادتیوں اور ظلم وستم کو دور رکھے۔

واضح رہے کہ حکومت اس وقت تک مضبوط و مستحکم نہیں ہوتی جب تک پورا معاشرہ اس کی اطاعت نہ کرے اس لئے عقل کے حکم کے مطابق عادل حاکم کی اطاعت واجب ہے بالخصوص اس وقت جب وہ خود اسے منتخب کریں اور اس سے وعدہ کریں کیوں کہ قرآن مجید حکم فرماتا ہے کہ وعدہ وفائی واجب ہے۔ ارشاد رب العزت ہے کہ:

اوفو بالعهدان العهد كان مسئولا. ١٧٥

وعدہ وفائی کرو بے شک وعدہ وفائی کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ وفائی کو مومنین کی علامت کے طور پر متعارف کریا ہے۔

والذين هم لامنتهم و عهد هم راعون. ١٧٦

اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی رعایت کرتے ہیں۔

ولایت ذاتی اور تکوینی کا تقاضا ہے کہ عقل کے حکم کے مطابق اس کے سامنے اور اس کے احکام کے سامنے انکساری واجب ہے اور ان کی مخالفت کرنا حرام ہے خواہ ولایت انبیاء ہو یا اولیا اللہ کی ہو والدین کی ہو یا عادل حاکم کی ہو۔ ۱۷۷

عقلاء: جب کسی امر کو کسی کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تو اس میں مندرجہ ذیل شرائط کا خصوصی طور پر خیال رکھتے ہیں۔

۱۔ عاقل ہو

۲۔ وہ عمل کی حالت اور اس کے مختلف حصوں سے پوری طرح واقفیت رکھتا ہو اور اسکا عالم ہو۔

۳۔ اس کے بتانے اور اس کے حاصل کرنے میں پوری پوری طاقت رکھتا ہو۔

۴۔ وہ امین ہو جس پر اعتماد کیا جائے ورنہ ممکن ہے کہ وہ اصل چیز میں خیانت کرے مثال کے طور پر: جب تم کسی انجنیئر کو کوئی جگہ بنانے کے لے مقرر کرو۔ تو فطرت یقیناً اس کے لئے مندرجہ بالا چار شرائط حاصل ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔

یہ ولایت یا حکومت کا مسئلہ بہت مشکل اور مبہم ہے اس لئے عقل وفطرت کا یہ حکم ہے کہ حاکم کو صاحب عقل ہونا چاہے۔ اس علم کا عالم ہو اور ایسا امین ہو کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ یہ ایک طبعی اور فطری عمل ہے جس سے کوئی بھی اہل عقل انکار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح مسلمان جو دین اسلام کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام ان تمام امور کا منبع ہے جن کی ذات انسانی کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ضرورت ہے۔

اسی طرح لازمی طور پر والی حکومت میں عقل، ولایت اور اسلام پر اعتقاد کے

ساتھ اس کے قواعد وضوابط سے باخبر ہونے کے علاوہ اس میں سب سے زیادہ عالم ہونے کی بھی شرط ہے اس لئے لازماً عقل بھی ایسے اسلامی حاکم میں مذکورہ شرائط کی موجودگی کا حکم کرتی ہے اگرچہ (والی) یعنی حاکم کا انتخاب خدا کی طرف سے ہو یا امت کی طرف سے ہو خلاصہ بحث وکلام یہ ہوا کہ یہ ایسا کام ہے جو شریعت کا محتاج نہیں ہے مگر انسان اسے اپنی عقل اور فطرت کے ساتھ حاصل کرتا ہے۔

روایت: صحیح عیص بن قاسم میں ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''تم اپنے نفوس کے بارے میں غور فکر کرو خدا کی قسم جس کی بھیڑیں ہوں ان میں ایک گڈریا (ریوڑ کا رکھوالا) ہو۔ پھر اس شخص کو جب ایسا آدمی مل جائے جو بھیڑوں کے بارے میں پہلے گڈریا سے زیادہ علم والا ہو تو یہ پہلے گڈریا کی جگہ دوسرے گڈریا کو مقرر کرتا ہے''۔ ۱۷۸

مندرجہ بالا روایت میں امام علیہ السلام نے راوی کو اس کی فطرت اور عقل کی طرف دعوت دی ہے۔ جس کو اہل عقل لازم سمجھتے ہیں جس چیز کا ذکر ہوا ہے وہ ایک وجدانی حقیقت ہے۔ جس کو تمام انسانوں کی طبیعت اور عقل تسلیم کرتی ہے خواہ وہ کسی بھی قوم، مذہب یا مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اگر ان میں تعصب نہیں ہے تو وہ اس بات کو تسلیم کریں گے۔

فرض کریں کہ کسی خاص ایسے خطے یا علاقے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو مگر اس میں تھوڑے سے غیر مسلم بھی موجود ہوں تو وہاں پر عقلی حکم کے مطابق حکومت اسلامی ہونی چاہیے۔ البتہ وہ اقلیتی حضرات کے حقوق کی بھی حفاظت کرے کیوں کہ ان کے حقوق کی حفاظت کرنا بھی اسلامی قوانین میں سے ہے اور یہ حکومت کا حصہ

شمار ہوتی ہے جو کچھ اوپر ذکر ہوا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے حاکم، والی اور سر پرست میں عقل کا ہونا، اسلامی عقیدہ اور اہل علم ہونا ضروری ہے۔ عقل تو عدالت کے موجودہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اگر غور وفکر کی جائے تو منصوبہ بندی کی پہنچان بھی علم کے مفہوم میں داخل ہے کیوں کہ اس مقام پر احتمال ہے کہ علم سے مراد امور واحکام سے واقفیت اور اس کے نتائج سے باخبر ہونا بھی عام مفہوم میں ہو۔

حاکم میں جن شرائط کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلی شرط عقل ہے کیوں کہ ایک صاحب عقل انسان ہی اپنی فطرت کے مطابق اپنے امور اس وقت تک دوسروں کے حوالے نہیں کرتا جب تک اس میں وہ چند شرائط موجود نہ ہوں جن میں سے ایک عقل ہے۔ یہ مسئلہ تو مشہور مسائل میں سے ہے تو پھر ولایت اور حکومت میں یہ مسئلہ لاگو نہ ہوگا جو لوگوں کے خون، عزت، ناموس اور ملکیت پر اقتدار کے بارے میں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام، امام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''امام سب سے زیادہ عقلمند، سب سے زیادہ تکلم کرنے والی زبان، حق کے قائم کرنے میں زیادہ حملے کرنے والا دل اور جگر رکھتا ہو۔ ۱۷۹

اس کے علاوہ دیوانے سے اس کی ذاتی ذمہ داری بھی ہٹائی گئی ہے اور اس پر کوئی دوسرا ولی مقرر کیا جائیگا۔ عقل یہ سوال کرتی ہے کہ جب بے عقل (دیوانہ) اپنا ولی ہی نہیں بن سکتا تو یہ تمام مسلمانوں پر کیسے ولی ہوسکتا ہے اس لئے ارشاد رب العزت ہے۔

ولا تو تو السفهاء اموالكم والتی جعل الله لكم قياما۔ ۱۸۰

اور تم سفیہ (دیوانے افراد) کو اپنا مال وملکیت نہ دو جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا گزارا یا گزران قرار دیا ہے۔

آیت میں اموال سے مراد عام ہے جسکا تعلق اجتماع اور معاشرے سے ہے اگر چہ وہ انفرادی یا ذاتی ہی کیوں نہ ہو مگر والی اجباری طور پر مال اور نفس پر اقتدار کا حق رکھتا ہے۔ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے شہام روایت کرتے ہیں کہ ''سفیہ تقی کا امام نہیں ہوسکتا''۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مجھے اس بات کی فکر ہے کہ اس قوم پر سفیہ، بدمغز اور بدکردار اشخاص حکومت کریں گے وہ اللہ کے مال کو اپنی ملکیت اور اس کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے، صلحاء سے دشمنی رکھیں گے اور بدکردار کو اپنے لشکر میں رکھیں گے۔

کنز العمال میں ہے کہ ''جب اللہ کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو ان پر بردبار اور صاحبان عقل حاکم مقرر فرماتا ہے۔ اور ان کے قاضی، علماء اور ان کے اموال سخیوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ والی میں جہالت کے مقابلے میں کمال اور سخاوت معتبر ہے مگر اس کے ساتھ عقل بھی شامل ہے جس کو اولیت حاصل ہے اور عقل کافی معتبر ہے۔

فیلسوف حضرات کا قول ہے کہ اتنی بلندیوں پر انسان کا پہنچنا یہ سب عقل کا کمال ہے مگر انسان نے عقل کل میں 10% فیصد استعمال کی ہے، حدیث مین وارد ہوا ہے کہ۔

اول ما خلق اللہ العقل

(نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جو پہلی چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے۔

صاحبان عقل کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون ۱۸۱

ترجمہ: بیشک اس میں عقلمند قوم کیلئے نشانیاں ہیں۔

حوالہ جات

۰۱۔ مائد:۵۵

۰۲۔ سورۃ بقرہ:۱۰۷

۰۳۔ سورۃ بقرہ:۱۲۰

۰۴۔ سورۃ بقرہ:۴۷

۰۵۔ سورۃ شوریٰ:۸

۰۶۔ سورۃ النساء:۴۵

۰۷۔ سورۃ النساء:۱۲۳

۰۸۔ آیۃ سورۃ نسآء، نمبر۱۷۳

۰۹۔ شوریٰ:۴۶

۱۰۔ ہود:۱۱۳

۱۱۔ الاحزاب:۶۵

۱۲۔ بقرہ:۲۵۷

۱۳۔ آل عمران:۶۸

۱۴۔ الانعام:۵۱

۱۵۔ رعد:۳۷

۱۶۔ السجدہ:۴

۱۷۔ جاثیہ:۹

۱۸۔ نساء:۱۱۹

۱۹۔ الانعام:۱۴

۲۰۔ الاعراف:۱۵۵

۲۱۔ یوسف:۱۰۱

۲۲۔ ☆ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اردو ترجمہ ☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سندھی ترجمہ ☆ اشرف علی تھانوی سندھی ترجمہ ☆ شاہ عبدالحق محدث دہلوی جو تاج کمپنی لمیٹڈ نے شائع کرائے ہیں ان کے علاوہ سید فرمان علی شاہ صاحب سندھی ترجمہ ☆ سید امداد حسین کاظمی اردو ترجمہ جو بالترتیب پیر ابراہیم ٹرسٹ کراچی اور شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور نے شائع کرائے ہیں۔

۲۳۔ اسریٰ ۱۱۱

۲۴۔ شوریٰ:۹

۲۵۔ شوریٰ:۲۸

۲۶۔ شوریٰ:۲۴

۲۷۔ انعام:۱۲۷

۲۸۔ الکھف:۲۴

۲۹۔ النساء:۱۳۵

۳۰۔ رعد:۱۶

۳۱۔ الکھف:۱۰۲

۳۲۔ الفرقان:۱۷

۳۳۔ آل عمران:۱۳۰

۳۴۔ الاحزاب:۶

۳۵۔ آل عمران:۳۲

۳۶۔ انفال:۱

۳۷۔ انفال:۲۰

۳۸۔ المائدہ:۹۲

۳۹۔ انفال:۴۶

۴۰۔ طٰہٰ:۹۰

۴۱۔ نور:۵۴

۴۲۔ محمد:۳۲

۴۳۔ مجادلہ:۱۲

۴۴۔ الاحزاب:۷۱

۴۵۔ نسآء:۸۰

۴۶۔ طٰہٰ:۹۰

۴۷۔ نور:۵۴

۴۸۔ تغابن:۱۶

۴۹۔ نساء:۶۵

۵۰۔ محمد مرعی حلبی، مذہب اہلبیت صفحہ ۴۱ ب: جلال الدین سیوطی، تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۹۳: محمد بن جریر طبری جامع البیان جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۸ (محمد بن احمد قرطبی، جامع احکام القرآن جلد ۶ صفحہ ۲۱۹)

۵۱۔ ابوبکر احمد بن علی حصاص حنفی احکام القرآن جلد ۴ صفہ ۱۰۳

۵۲۔ حافظ ابوالقاسم ابن عساکر تاریخ دمشق جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۲

۵۳۔ شیخ محمد مرعی حلبی مذہب اہلبیت صفحہ ۴۴

۵۴۔ شبلنجی نورالابصار صفحہ ۱۰۵

۵۵۔ محمد مرعی حلبی مذہب اہلبیت صفحہ ۴۷

۵۶۔ محمد مرعی حلبی غایۃ المرام ۶۵ صفحہ ۱۰۳۔

۵۷۔ فخرالدین رازی مفاتیح الغیب جلد ۳ صفحہ ۴۱۷

۵۸۔ الغدیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ عبدالحسین امینی

۵۹۔ ا۔ محمد ابن طلحہ شافعی المتوفی ۶۰۲ ہجری مطالب السؤل صفحہ ۴۴

۲۔ محمد بن عبدالکریم شہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ صفحہ ۱۰۳

۳۔ سید عبدالوہاب بخاری المتوفی ۳۷۰ھ تفسیر القرآن

۴۔ حافظ محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۷۰ھ کتاب الولایۃ

۵۔ علامہ ابوالحسن واحدی نیشاپوری، اسباب النزول صفحہ ۴۲۲

۶۰۔ جاراللہ محمود بن عمر زمخشری تفسیر الکشاف صفحہ ۴۲۲

۶۱۔ اسباب۔ النزول صفحہ ۱۴۸ علامہ ابوالحسن واحدی نیشاپوری

۶۲۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۸۱ علامہ بیضاوی علوا الخفیر فی معالم التفسیر صفحہ

۷۲۔۱۲۷

۶۳۔ ابو سعید سجستانی۔ کتاب الولایۃ محمد صدیق خان قنوجی فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد۳ صفحہ۷۳، علامہ رشید احمد گنگوہی تفسیر معراج النبی ملا علی قاری تفسیر مرقاۃ صفحہ۲۴۰ تفسیر باروزئی صفحہ۲۳۶

۶۴۔ الغفاری صفحہ۲۳۶ علامہ نجم الحسن کراروی

۶۵۔ سورۃ مائدہ:۵۶

۶۶۔ الاعراف:۱۹

۶۷۔ مائد:۵۱

۶۸۔ توبہ:۲۳

۶۹۔ سورۃ ممتحنہ:۹

۷۰۔ مائدہ:۸

۷۱۔ النحل:۱۰۰

۷۲۔ المائدہ:۵۱

۷۳۔ محمد مرعی حلبی مذہب اہلبیت صفحہ۲۳۔۸۳

۷۴۔ ابوالحسن واحدی نیشاپوری اسباب النزول صفحہ۱۴۹

۷۵۔ آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی تفسیر نمونہ جلد۴ صفحہ۳۲۴۔۸۵

۷۶۔ نساء:۵۸

۷۷۔ النساء:۸۰

۷۸۔ سورۃ نجم:۲۳

۷۹۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد۳ صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ مصر
۸۰۔ نساء:۱۴۱پ ۵
۸۱۔ روح اللہ خمینی رحہ کی کتاب حدیث باب معرفت امام ترجمہ حافظ فرمان علی رحہ قرآن مجید صفحہ ۱۵۵
۸۲۔ صبحی صالح نہج البلاغ خطبہ ۱۳۱
۸۳۔ صبحی صالح نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۱
۸۴۔ سلیم بن قیس حلالی کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۱۱۸
۸۵۔ محمد باقر مجلسی مرحوم بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۴۴
۸۶۔ شیخ حر عاملی وسائل جلد ۱۱ کتاب الجہاد صفحہ ۲۹ حدیث ۲
۸۷۔ شیخ محمد حر عاملی رحہ وسائل شیعہ جلد ۱۸ اباب حد المرتد صفحہ ۵۴۶ حدیث ۳۶
۸۸۔ علامہ علی بن حسن طبرسی احتجاج طبرسی باب ماجری بعد الرسول صفحہ ۹۵
۸۹۔ حبیب اللہ طاہری کتاب ولایت فقیہ صفحہ ۱۴۸ علامہ محمد باقر مجلسی تحفۃ العقول حصہ ۹ وافی صفحہ ۳۰
۹۰۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۵
۹۱۔ حبیب اللہ طاہری ولایت فقیہ صفحہ ۱۵۱ محمد تقی ہندی کنز العمال صفحہ ۲۱۵
۹۲۔ محمد تقی ہندی کنزل العمال صفحہ ۲۱۶
۹۳۔ محمد بن قوامہ مغنی جلد ۹ کتاب جہاد صفحہ ۱۸۳
۹۴۔ مسلم بن حجاج صحیح مسلم جلد ۶ کتاب الاامرۃ صفحہ ۱۵
۹۵۔ مسلم بن حجاج صحیح مسلم جلد ۶ کتاب الامارہ صفحہ ۱۵

۹۶۔ ابویعلی ماوردی احکام السلطانیہ صفحہ۴

۹۷۔ ابویعلی ماوردی الاحکام السلطانیہ صفحہ ۲۰

۹۸۔ محلی کتاب الامارہ جلد ۶

۹۹۔ عبدالرحمن ابن خلدون مقدمہ باب ۳ کتاب اول فصل ۲ حدیث ۳۷ صفحہ۔

۱۰۰۔ جوادمغنیہ مصنف کتاب جلد ۵ صفحہ ۴۱۶

۱۰۱۔ البقرۃ:۱۲۴

۱۰۲۔ ہود:۱۱۳

۱۰۳۔ سورۃ کہف آیت ۶۸

۱۰۴۔ سورۃ شعرا آیت ۱۵۱

۱۰۵۔ سورۃ الدھر آیت ۲۴

۱۰۶۔ سورۃ القلم آیت ۸

۱۰۷۔ سورۃ القلم آیت ۱۸

۱۰۸۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی جلد صفحہ ۳۰۷

۱۰۹۔ حبیب اللہ طاہری، ولایت فقیہ صفحہ ۱۵۸

۱۱۰۔ محمد بن یعقوب کلینی اصول کافی صفحہ ۳۰۷

۱۱۱۔ صبحی صالح نہج البلاغہ

۱۱۲۔ صبحی صالحی نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۱

۱۱۳۔ من لایحضرہ الفقیہ باب نوادر آخر کتاب محمد باقر مجلسی عیون اخبار رضا باب
۳۱ حدیث ۴۹

۱۱۴۔ علی بن بابویہ المعروف شیخ صدوق، کتاب معانی الاخبار صفحہ ۲۴۲ اور الامالی صفحہ ۳۴
۱۱۵۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری صحیح جلد ۶ کتاب الامارہ صفحہ ۲
۱۱۶۔ حبیب اللہ طاہری ولایت فقیہ صفحہ ۲۲۳
۱۱۷۔ شیخ محمد حر عاملی وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۱
۱۱۸۔ ابوبکر اصم جو علماء متقدمین میں سے ہے ان کا کہنا ہے کہ جب امت ظلم نہ کرے تو امامت واجب نہیں ہے۔
۱۱۹۔ ولایت فقیہ جلد ۱ صفحہ ۹۴ اور محمد بن عبدالکریم شہرستانی، الفصل فی الملل والاہواء النحل
۱۲۰۔ شاہ عبدالقادر دہلوی، تفسیر القرآن صفحہ ۱۱۸
۱۲۱۔ محمد بن یزید بن ماجہ سنن ابن ماجہ کتاب النفس باب سواد الاعظم جلد ۲ حدیث ۲۲۵۵ صفحہ ۱۳۰۳
۱۲۲۔ حسین منتظری ولایت فقیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶
۱۲۳۔ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ ۲ صفحہ ۳۰۹
۱۲۴۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد ۵ صفحہ ۴۱۲ تصنیف
۱۲۵۔ سلیمان ابن اشعث سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۶۷۶ کتاب الاقضیہ ماخوذ ولایت فقیہ جلد ۶ صفحہ ۷۶ حسین علی منتظری
۱۲۶۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد ۲ صفحہ ۹۲، ۹۵
۱۲۷۔ فقہ الاسلامی صفحہ ۲۷
۱۲۸۔ امام مالک باب امع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاقہ

۱۲۹۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد۲ صفحہ ۸۰
۱۳۰۔ محمد بن ہشام سیرۃ ہشام جلد۲ صفحہ ۷۲ قصہ بیعت العقبۃ
۱۳۱۔ طبری تاریخ طبری جلد۴ صفحہ ۲۷۷ اور سیرہ ابن ہشام جلد۴ صفحہ ۴
۱۳۲۔ مسلم بن حجاج صحیح مسلم جلد ۶ الامارہ صفحہ ۶
۱۳۳۔ (حسین علی منتظری) ولایت فقیہ جلد۲ صفحہ ۴۷
۱۳۴۔ (مصباح الفقیہ) کتاب الصلواۃ صفحہ ۳۲ ء حواشی صفحہ ۱۸۰
۱۳۵۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد۲ صفحہ ۴۷
۱۳۶۔ محمد بن یزید ماجہ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن جلد۲ صفحہ ۱۳۵۳ باب ۸ حدیث نمبر ۳۰۵۵۔ یہ حدیث احمد نراقی نے علامہ بیضاوی کی احادیث میں ذکر کی ہے۔
۱۳۷۔ محمد باقر مجلسی تحف العقول صفحہ ۴۵۸
۱۳۸۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد۲ صفحہ ۸۵
۱۳۹۔ اخبار المدینہ صفحہ ۲۹
۱۴۰۔ علی بن بابویہ قمی، اکمال الدین صفحہ ۴۸۳ حدیث نمبر ۴
۱۴۱۔ محمد بن حسن طوسی جلد ۷ اصفحہ ۴۱
۱۴۲۔ شیخ محمد حر عاملی وسائل الشیعہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۵ باب ۱۰ صفات القاضی
۱۴۳۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد نمبر۲ صفحہ ۹۷
۱۴۴۔ حسین علی منتظری ولایت فقہ جلد۲ صفحہ ۱۵۴
۱۴۵۔ جمال الدین المعروف شہید اول الدروس صفحہ ۱۷۱
۱۴۶۔ محقق کرکی جواہر الکام جلد ۴۰ اصفحہ ۴۵

۱۴۷۔ شہاب الدین حسین یزدی حاشیہ ملاعبداللہ صفحہ ۱۱۲
۱۴۸۔ شیخ محمد رضا مظفر اصول مظفر جلد ۲ تعریف قیاس
۱۴۹۔ ابی داوٗد جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ کتاب الاقضیتہ باب الاجتہاد والری فی القضا
۱۵۰۔ شیخ محمد حر عاملی وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۰ باب صفات القاضی
۱۵۱۔۱۵۲۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد ۲ صفحہ ۷۹
۱۵۳۔ محمد رضا مظفر المنطق، مقدمہ
۱۵۴۔ فخر الدین رازی المحصول القسم الثالث من جزء الثانی صفحہ ۴۷
۱۵۵۔ محمد بن احمد غزالی المستصفی جلد ۲ ۳۶۳
۱۵۶۔ حسین علی منتظری ولایت فقیہ جلد ۲ صفحہ ۸۰
۱۵۷۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم جلد ۳ کتاب جہاد باب ۲ فی ذیل الرقم الحدیث نمبر ۱۷۳۱
۱۵۸۔ ابوموسیٰ ترمذی، سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ ابواب الاحکام باب ۲ حدیث نمبر ۱۳۴۱
۱۵۹۔ فخر الدین رازی، المحصولی القسم الثالث من جزء الثانی صفحہ ۱۷۰ اجتہاد
۱۶۰۔ محمد تقی ہندی، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۹۹ کتاب الامارات والقضا حدیث ۵۰۹۰
۱۶۱۔ فخر الدین رازی المحصول القسم الثالث من جزء الثانی صفحہ ۱۷۹ اجتہاد
۱۶۲۔ حسین منتظری ولایت فقیہ جدل ۲ صفحہ ۸۰ حواشی صفحہ ۱۸۰
۱۶۳۔ محمد تقی ہندی کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۶۳۰ کتاب الخلافہ الامارۃ حدیث ۱۴۱۱۰
۱۶۴۔ سورۃ زمر آیت ۱۹ پ ۲۳
۱۶۵۔ آیہ ۲۴ سورۃ محمد

۱۶۶۔ سورۃ قمر آیہ ۱۷

۱۶۷۔ سورۃ بقرہ پ ۲

۱۶۸۔ سورۃ آل عمران آیہ ۱۹۰ پ ۴

۱۶۹۔ سورۃ مائدہ آیۃ ۱۰۰ پ ۶

۱۷۰۔ سورۃ یوسف آیۃ ۱۱۱ پ ۱۳

۱۷۱۔ سورۃ ص آیۃ ۴۳۔ پ ۲۳

۱۷۲۔ سورۃ طلاق آیۃ ۱۰ پ ۲۸

۱۷۳۔ محمد بن یعقوب اصول کافی، باب فقد العلماء

۱۷۴۔ ولایت فقیہ، حبیب اللہ طاہری، مراجعہ فصل سوئم صفحہ۔ ۱۹۷

۱۷۵۔ شیخ محمد حر عاملی وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ ۹۹

۱۷۶۔ پارہ ۱۴ سورۃ نحل

۱۷۷۔ پارہ ۱۸ سورۃ مومنون آیت ۸

۱۷۸۔ منتظری ولایت فقیہ

۱۷۹۔ محمد حر عاملی۔ وسائل جلد ۱۱ صفحہ ۳۵

۱۸۰۔ سورۃ نساء آیت ۴

۱۸۱۔ سورۃ رعد آیت ۱۳

نظریہ ولایت فقیہ مختلف مکاتبِ فکر کی نگاہ میں

نظریہ ولایت فقیہ علماءِ متقدین کی نظر میں

تیسرے باب میں احادیث کی روشنی میں، والی سے متعلق بحث میں صحابہ اور تابعین کا ذکر ہو چکا ہے۔ انہوں نے جو روایات پیش کی ہیں ان میں ان کا ذاتی نظریہ بھی شامل ہے، جبکہ وضاحت بھی ہو چکی ہے کہ ولایت فقیہ کا نظریہ صدر اسلام سے موجود تھا۔

اسی سلسلے میں تابعین کے بعد تبع تابعین نے بھی اپنے نظریات دیئے تھے۔ اسی زمانے ۲۵۵ھ میں امام مہدیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اس کے بعد کا زمانہ یعنی غیبت صغریٰ کا ابتدائی زمانہ سنہ ۲۶۰ھ سے علماء متقدین کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس زمانے میں جو عالم شمار ہوتے ہیں، ان میں شیخ طبرسی، شیخ مفید، شیخ صدوق، یعقوب کلینی، سید مرتضیٰ، سید رضی، ابن اثیر، قاضی ابوبکر باقلانی، قلقشندی، حلبی محمد بن حسن طوسی اور شریف جرجانی مشہور ہیں۔

ا۔ محمد بن نعمان شیخ مفید متوفی سنہ ۴۲۳ھ

محمد بن نعمان عالم ہونے کے ساتھ معرفتِ اہلبیت بھی رکھتے تھے۔ اُنھوں نے عقائد و کلام کے سلسلے میں کافی مواد پیش کیا۔ ان کے مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ عام تھا۔ بالخصوص علم فقہ میں فقیہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے واقعات میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ بغداد کی ایک مسجد میں بیٹھے ہیں کہ

جناب سیدہ حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر ان کے سامنے لے آئیں اور فرمایا

"یا شیخ علمهما الفقهً"

ترجمہ: اے شیخ ان دونوں کو فقہ کی تعلیم دیں۔

جب شیخ بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ میری کیا مجال کہ میں حسنین عہ کو تعلیم دوں۔

صبح جب اسی مسجد میں بیٹھے تو سید مرتضیٰ کی والدہ کنیزوں کے حلقے میں آئیں، ان کے ساتھ دونوں بیٹے سید مرتضیٰ اور سید رضی تھے اور شیخ کو وہی الفاظ کہے۔

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ اتنا اہم ہے کہ سیدہ نے اس کی تاکید فرمائی تھی، اور یہ خود فقیہ تھے، جن کے جا بجا شاگرد تھے، جو اصول اور فقہ کے ماہر تھے۔ان میں سید مرتضیٰ اور سید رضی نہج البلاغہ کے جمع کرنے والے بہت مشہور تھے۔

۲۔محمد بن علی بن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوقؒ المتوفی سنہ ۳۲۹ھ

محمد بن علی نے اپنی کتاب میں یہ روایت نقل کی ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کریگا۔ان میں عادل امام بھی ہے (جو عدل سے حکومت چلائے) دوسرا سچا تاجر اور وہ بوڑھا شخص جس نے اپنی ساری عمر اللہ کی فرمانبرداری میں گذاری ہو۔

تین اشخاص ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ بغیر معلوم کئے جہنم میں ڈالے گا: ظالم امام (جس نے رعایا پر ظلم کیا ہو)، جھوٹا تاجر اور بد کردار بوڑھا

انہوں نے اس روایت کی سند بھی بیان کی ہے۔

رکن بن سکتا ہے۔ ۳۶

اسلامی حکومت ایک صاف آئینے کے مثل ہے جس میں دیوتا پرستی داخل نہیں ہے۔ اسلام کے عظیم پیغمبر حضرت محمد صہ نے اپنا پہلا سفیر روم بھیجا اور سفارتی ناکامی کے بعد فرمایا کہ قیصر کے خاتمے کے بعد کوئی بھی قیصر نہ ہوگا۔ اسلام کے عظیم حاکم نے یہ معجزہ بھی کر دکھایا اور یہ پہلا مرتبہ تھا جب انسانیت کے کانوں نے جمہوریت کی زبان سے شہنشاہیت کی شکست کا اعلان سنا۔ ۳۷

ا۔ لبیا کے موسیو گال کا بیان ہے کہ ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دنیا پر فتنے اور فساد کے گھناؤنے بادل چھائے ہوئے تھے۔

۲۔ ہندوستانی سیاستدان پنڈت جواہر لعل نہرو کہتا ہے کہ ''اسلام سے پہلے قدیم چیزیں ختم ہو چکیں تھیں اور نئی چیزیں ابھی تک معرض وجود میں نہیں آئی تھیں۔ اس کیلئے سارے یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس حالت سے اندازہ کیا جائے تو اسلام اور اسلامی حکومت نے اس دنیا پر انسانی ہاتھ میں کیا تحفہ دیا۔ قدیم حکومت کا سارا فساد ختم کر دیا۔ حکومت کی بنیاد اللہ کے حکم سے ہوئی اور ظالم شہنشاہیت کی جگہ جمہوریت کی مرضی کو ترجیح دی گئی۔ بادشاہ مٹ گئے اور ان کی جگہ امیر اور امام کو ملکی رہبری دی گئی یعنی اصل حکمران خدا امام حکومت کا رہنما اور امت کی مرضی اصل اسلامی حکومت خالص مذہبی حکومت ہے اور مذہب اسلام کے مکمل اور اٹل نیز بنیادی قانون کا پابند ہے۔ اس اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت مذہب ہے۔ اسلامی حکومت کا مذہب کے متعلق رابطہ زندگی کے تمام شعبوں سے ہے۔ ۳۸

مذہب صرف عقیدوں کا مجموعہ نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کے نظام کا نام ہے جس کا

راہ معین کرے۔لوگوں کی رہنمائی کرنے کا حق خالق کائنات کو ہی حاصل ہے وہ سب کو راستہ بتانے والا ہے اور ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اس راستہ پر چلے۔خدا کے قانون کو نافذ کرے۔اس لئے کہ جو بھی ان قوانین کو نافذ کرے گا اس کو پیکر وحی اور اللہ کے قانون کا مجسمہ ہونا چاہے اور وہ اللہ کے قانون کے مجسمے اصل میں معصومین علہم السلام ہیں اور عارضی طور پر ان تک رسائی حاصل نہ ہونے کی صورت میں عادل فقیہ ہیں۔۴۲

اس سلسلے میں دو قسموں کی دلیل آ جاتی ہے۔پہلی عقلی اور دوسری نقلی۔۴۳

عقلی دلیل: ولایت فقیہ کی حکومت ایک عقلی دلیل قدر متیقن کے عنوان سے قائم کی گئی ہے۔اس دلیل عقلی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر اللہ کے احکام باقی ہیں اور ان پر عمل کرنا چاہے اس طرح شرعی سزاؤں کو جاری کیا جائے تو پھر ان اللہ کے حکموں پر عمل کرانا اور خاص طور پر سزاؤں کو جاری کرنے والا کون ہوگا؟

غور کیا جائے کہ قرآن مجید میں مومنین کو کہا گیا ہے کہ ''چور کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں'' تو اس شرعی سزا کو کون جاری کریگا اور کس کی جان و مال، عزت و آبرو پر حملے کرنے والوں اور زمین پر فساد برپا کرنے والوں کو کون سزا دیگا؟ اگر جواب میں کہا جائے کہ قوم کا ہر فرد دے سکتا ہے تو کیا معاشرہ بدنظمی کا شکار نہ ہو جائیگا۔

نقلی دلیل: امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

من کان منکم قد روی احادیثنا و عرف احکامنا و نظر فی حلالنا و حرامنا قد جعلته علیکم حاکما. ۴۴

ترجمہ: تم میں سے جو ہماری احادیث کا روایت کنندہ ہو اور ہمارے حکموں کی معرفت رکھتا ہو۔ہمارے حلال اور حرام کیے ہوئے پر غور کرنیوالا ہو تو ان میں سے میں